Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ || ۲ نبوت ۱۳۴۰ ہش || ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ || ۲ نومبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ اکتوبر بروقت ۹ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کو اعصابی ضعف کی شکایت رہی رات نیند آ گئی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے"

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

ربوہ ۲۸ اکتوبر کل نماز جمعہ کے بعد مجلس انصار اللہ کا ساتواں سالانہ اجتماع شروع ہوا۔ جس کے افتتاحی اجلاس میں ۵۷ مجالس کے ۷۸۶ اراکین اور ۱۷۸ نمائندگان اور ۱۲۰۰ زائرین نے شرکت کی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے روح پرور افتتاحی خطاب فرمایا۔

قادیان ۲۸ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آج گیارہ بجے کی گاڑی اپنی بیگم صاحبہ کو لال ہسپتال امرتسر میں داخل کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے واپس لائے اور خوشی دکھائے۔ آمین۔

ڈیرہ بابا نانک میں ایک تقریب

(اور)

چولہ صاحب کی زیارت

ڈیرہ بابا نانک مورخہ ۲۹ آج یہاں باوا جگت سنگھ جی بیدی کی یاد میں سالانہ تقریب تھی۔ جس میں شمولیت کے لئے ان کے خاندان نے بہت سے دوستوں کو مدعو کیا ہوا تھا چنانچہ اس میں شمولیت کے لئے بٹالہ سے جناب سردار دلیپ سنگھ صاحب سندھو ایس۔ ڈی ایم۔ مسٹر دھنی رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول۔ شری شرما صاحب مجسٹریٹ درجہ اول۔ ڈاکٹر مہندر سنگھ صاحب انچارج سول ہاسپٹل بٹالہ پرنسپل صاحب بیرنگ کالج مع پروفیسر صاحبان اور ہیڈ ماسٹر صاحب خالصہ ہائی سکول بٹالہ اور بہت سے دکاندار اور دیگر معززین تین سو کی تعداد میں شامل ہوئے۔

جماعت احمدیہ کے سات احباب بھی اس موقعہ پر مدعو تھے۔ چنانچہ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے اور مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب مع دیگر دوستوں کے اس میں شامل ہوئے۔ بیدی صاحب کے متعلقین کے بہت سے افراد دہلی۔ لکھنؤ۔ مراد آباد۔ گیا وغیرہ دور دراز مقامات سے آ کر اس تقریب میں شامل ہوئے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد سردار کرتار سنگھ صاحب بیدی ایڈووکیٹ نے چیدہ چیدہ دوستوں کو جن میں مذکورہ بالا سرکاری افسران بھی تھے۔ چولہ صاحب کی زیارت کرائی۔ چونکہ چولہ صاحب پر قرآن کریم کی آیات وغیرہ عربی میں لکھی ہوئی ہیں اس لئے مکرم صلاح الدین صاحب سے خواہش کی گئی کہ وہ ان کو پڑھ کر ترجمہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ شہادت آیت لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین۔ سورۃ فاتحہ۔ سورۃ اخلاص اور بعض اسماء الٰہی چولہ صاحب سے پڑھ کر ان کا ترجمہ سنایا۔ جس کو تمام حاضرین نے بہت دلچسپی اور توجہ سے سنا اور حروف کو دیکھا۔

چولہ صاحب کا کپڑا اس وقت بہت دریدہ اور خستہ ہو چکا ہے۔ اور اس پر لکھے ہوئے حروف بھی کچھ مدھم پڑ چکے ہیں۔ لیکن پڑھے جاتے ہیں۔

چولہ صاحب کے درشن کے بعد جناب بیدی صاحب دوستوں کو بڑے گوردوارہ میں لے گئے اور وہاں پر قلمی نسخہ گرنتھ صاحب کا ملاحظہ کرایا یہ نسخہ بہت دیدہ زیب خوشخط اور بیل بوٹوں سے مزین ہے اور اس کو لکھنے میں خاص صنعت کو اختیار کیا گیا ہے۔

اس موقعہ پر ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ سکول نے سکول کو دیکھنے کی بھی خواہش کی۔ لہٰذا سکول بھی دیکھا گیا۔ اور اس کی لائبریری کے لئے سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا۔ نیز اس تقریب میں مندرجہ ذیل لٹریچر بڑی تعداد میں حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) احمدیہ جماعت کے مختصر حالات (گورمکھی)
(۲) احمدیہ موومنٹ ان انڈیا (انگریزی)
(۳) جُوتیں جیوتی (گورمکھی)
(۴) سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ (اردو)
(۵) پیغام صلح انگریزی۔ ہندی اور اردو
(۶) آسمانی پیغام (اردو) و آسمانی تحفہ (اردو)
(۷) تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں

لوگوں نے بہت دلچسپی سے لٹریچر قبول کیا۔ اور لٹریچر کے ختم ہونے کی وجہ سے کئی ایک نے اپنے پتہ جات لٹریچر بھجوانے کے لئے نوٹ کرائے۔

(نامہ نگار)

اسلام مغربی افریقہ کا ایک اہم مذہب ہے جو بڑی سرعت سے ترقی کر رہا ہے

یہاں پر اسلام کے بالمقابل اب عیسائیت کے پنپنے کی کوئی گنجائش نہیں

نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے عیسائی حلقوں کا اعتراف

افریقہ میں عیسائیت کے بالمقابل اسلام جو ترقی کر رہا ہے۔ اس پر وہاں کے عیسائی حلقے گہری تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اب وہ برملا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ افریقہ کی سرزمین میں عیسائیت کے پنپنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی حال ہے نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے

کثیر الاشاعت اخبار ڈیلی ٹائمز (۱۶ اردسمبر ۱۹۶۱ء) میں ایک عیسائی کی طرف سے "مغربی افریقہ میں عیسائیت کا مستقبل کیا ہے" کے موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں عیسائیت کی ترقی کے امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے بالآخر ایک ہی لفظ میں مندرجہ بالا سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ اور وہ لفظ None ہے۔ یعنی اب مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کا کوئی بھی امکان موجود نہیں۔

اس سے قبل یہاں کے ایک رسالہ West African Review میں "اسلام مغربی افریقہ میں" کے زیر عنوان جو مضمون شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مضمون نگار نے لکھا ہے:

"Islam is the major Religion in West Africa and increasing Rapidly"

یعنی اب اسلام مغربی افریقہ کا ایک اہم مذہب بن چکا ہے۔ اور یہ بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے

اس مضمون میں احمدیہ مسجد (غانا) کی تصویر بھی دی گئی ہے اور احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

The Ahmadiyya Sect is small but very active

یعنی احمدیہ جماعت تعداد کے لحاظ سے تو ابھی چھوٹی ہے۔ لیکن وہ اپنی تبلیغی مساعی کے لحاظ سے بہت ہی فعال جماعت ہے۔

افریقہ میں احمدیت کے ذریعہ یہ ترقی اور سربلندی فی الحقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ تحریک جدید کا ایک خوشکن ثمرہ ہے۔

احمدی احباب تحریک جدید کو جتنا مضبوط کریں گے۔ اور اس کی مالی قربانیوں میں حصہ لیں گے اسی قدر زیادہ خوشکن اور شاندار نتائج انشاء اللہ ظاہر ہوں گے۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان

خالصتاً ایک دینی و روحانی اجتماع

"جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کیلئے بہت مفید ہوگا" (المسیح الموعود)

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالے نے آج سے ۷۰ سال قبل اپنے ایک پاک اور برگزیدہ بندے کو دنیا کی اصلاح اور اغیار کے حملوں سے اسلام کی مدافعت اور دین برحق کی اشاعت کے لئے قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب میں مبعوث فرمایا۔ قادیان اگرچہ اپنی ابتداء میں ایک گمنام اور بہت چھوٹا سا گاؤں تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل کی بعثت سے قادیان مہبط انوار الٰہیہ بن گیا۔ اور یہاں سے اعلائے کلمۃ اللہ۔ فضائل قرآن۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تقدیس و تمجید کے ترانے بلند ہوئے۔ اور بلند ہو کر فضاء میں ایسی گونج پیدا کر دی کہ دنیا کے چپہ چپہ پر ان کی شیریں آواز سنائی دینے لگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چاروں اطراف عالم سے حق و صداقت کے متوالے اس برگزیدہ انسان کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس مقدس بستی سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے وقت وہ نور چمکا جس نے اپنی تابانی سے دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔ اس مقدس اور برگزیدہ انسان حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالے کے الہام و کلام اور اس کے انوار و افضال کے نزول کی آماجگاہ بننے کا شرف قادیان کی مبارک بستی کو حاصل ہوا اور اس کا عاشق رسول اور داعیان حق و صداقت کے قدوم میمنت لزوم و انفاس قدسیہ کے طفیل اس سرزمین میں بھی اللہ تعالے نے وہ برکت ڈالدی کہ یہاں کی روح پرور فضا میں زندگی بسر کرنے اور روحانی علوم سے فیضیاب ہو کر نکلنے والے مبلغین نے ایشیا، افریقہ کے تاریک علاقوں اور یورپ و امریکہ کے دور دراز ملکوں کو اسلام کے نور سے منور کر دیا۔ اسی سرزمین سے اسلام نشاۃ ثانیہ میں تقدس و روحانیت۔ علم و عمل۔ عظمت کردار۔ بلندیٔ اخلاق۔ پاکیزہ معاشرت اور صبر و استقامت کا سبق حاصل کر کے نکلنے والے مبلغین کے سامنے عیسائیت گریزپا ہے اور دیگر ادیان سے ہزاروں ہزار کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالےٰ کی توحید و عظمت۔ اسلام کی حقانیت کو بیان کرنا اور آنحضرت صلعم پر درود و سلام بھیجنا اپنا ورد زبان بناتے جا رہے ہیں۔

پس قادیان کی سرزمین کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل۔ مسیحائے زماں کی بستی ہے۔ جس پر حضرت مسیح پاک کی زندگی میں۔ آپؑ کے خلفاء کی موجودگی میں بکثرت انوار و افضال نازل ہوتے رہے۔ اور اب بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ اس کی ہر روح ہوا جسم و جان کی تازگی کا منظر پیش کرتی ہے۔ قادیان میں آکر خلوص کے چند سجدات اور مقدس جگہوں پر عقیدت مندانہ دعاؤں کے اثرات اپنے وطنوں اور گھروں کو واپس چلے جانے کے باوجود بھی قائم رہتے ہیں۔ اور ایمان و معارف حاصل کر کے لے جانے والے ایک عرصہ تک اپنے اندر لذت و سرور محسوس کرتے ہیں۔

اسی مبارک بستی قادیان میں ہمارا سالانہ اجتماع اس سال بھی ۱۶-۱۷-۱۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ سالانہ اجتماع دنیوی رنگینیوں اور مادی مقاصد سے بکلی پاک ہوتا ہے۔ ہمارا یہ اجتماع خالصتاً دینی اور روحانی اجتماع ہے۔ جو پاک مقاصد کے حصول کے پیش نظر اپنے اندر ایک گونہ عبادت کا رنگ رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو جلسہ میں شمولیت کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے۔

"جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ جو للّٰہ سفر کیا جاتا ہے۔ وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے"

ہمارے سالانہ اجتماع میں انہی پاک مقاصد کی تکمیل کے لئے روحانی و علمی موضوعات پر ایمان افروز اور روح پرور تقاریر کا انتظام کیا جاتا ہے۔ دور دراز علاقوں سے احباب جماعت پروانہ وار اس مبارک بستی میں حاضر ہو کر مقدس مقامات مسجد مبارک۔ مسجد اقصےٰ۔ بیت الدعا میں اور مزار مبارک پر خشوع و خضوع سے اللہ تعالےٰ کے حضور اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے۔ اور یہاں جمع ہو کر امن عالم کے قیام کے لئے سوچتے اور ماضی کے تجربات حال کے طریق کار اور مستقبل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر اشاعت اسلام کے کاموں کو فروغ دینے کے لئے تجاویز پر غور کرتے ہیں۔

پس احباب کو چاہیئے کہ قادیان کی زیارت۔ حصول برکات اور مقدس اجتماع سے روحانی و علمی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ضرور تشریف لائیں۔ اور دوسروں کو بھی تحقیق حق و صداقت کے لئے جلسہ کے موقعہ پر قادیان آنے کی تحریک کریں۔

ہر وہ دوست جو مال خرچ کر کے وقت نکال کر مشکلات کے باوجود جلسہ میں شمولیت کے لئے سفر اختیار کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذیل کی دعا اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور اس کی مشکلات دور ہو کر حالات میں سازگاری پیدا ہو جاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے۔ جن پر اُس کا فضل اور رحم ہے" آمین ✦

قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء منعقد ہوگا

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ امسال بھی ۱۶-۱۷-۱۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ جملہ امراء۔ صدر صاحبان و مبلغین کرام اس روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں میں تحریک فرمائیں۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لاکر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی طرف سے اظہار بریت

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

مجھے مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ جو مضمون "سبط نور" کے نام سے پیغام صلح میں چھپا ہے۔ اس سے ان کا یا ان کے بھائی یا کسی عزیز کا تعلق نہیں ہے اور نہ یہ مضمون ان کے ایما سے لکھا گیا ہے سو الحمد للہ کہ کم از کم اس ناپاک سلسلہ مضامین سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بریت کا اظہار کیا ہے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

۱۴/۱۱/۶۱

(الفضل ۱۷/۱۱/۶۱)

خطبہ جمعہ

جب بھی مشکلات پیش آئیں صبر سے کام لو اور دعاؤں میں لگ جاؤ

اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہاری مشکلات کو دور کر دیگا اور تمہیں کامیاب و بامراد کر دیگا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۵۷ء بمقام مری

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

واصبر وما صبرك الا بالله
ولا تحزن عليهم ولا تك
في ضيق مما يمكرون
ان الله مع الذين اتقوا
والذين هم محسنون
(النحل ع ۱۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم کی یہ آیت

اپنے اندر ایک وسیع مضمون لئے ہوئے ہے جسے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا مذہبی جماعتوں کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے۔ واصبر اے مخاطب تو صبر سے کام لے۔ اور مخالفتوں سے گھبرا نہیں۔ وما صبرك الا بالله بے شک صبر سے کام لینا بظاہر مشکل ہوتا ہے۔ لیکن انسان اگر دعا سے کام لے تو اسے صبر کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ غلطی سے انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میرا نفس میرے قابو میں ہے۔ مگر فرماتا ہے تمہارا النفس پر اعتبار کرنا غلط ہے۔ تمہیں یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی میسر آسکتی ہے۔ ولا تحزن علیهم پھر فرماتا ہے۔ اگر تم صبر سے کام لو گے۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو گے۔ تو خدا تعالیٰ خود تمہارے مخالفوں کو ناکام کر دے گا۔ پس یہ خیال نہ کرو کہ تمہارے صبر کی وجہ سے مخالف دلیر ہو جائے گا۔ اور وہ تم پر چڑھ آئے گا۔ بلکہ تمہارا صبر تمہارے مخالفوں کی تدابیر کے لئے تباہی کا باعث بنے گا۔ پس ان کے متعلق غم مت کرو خدائی فیصلہ یہی ہے کہ جو مومنوں کو بلاوجہ تکلیف دیتا ہے وہ تباہ کر دیا جاتا ہے۔

تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوا

آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسےٰؑ۔ عیسےٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان کے مخالف ہمیشہ تباہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ امت محمدیہ کے اولیاء اور مجددین سے بھی یہی سلوک ہوتا رہا۔ حضرت سید احمد صاحب سرہندی کو جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ مگر پھر وہی جہانگیر قلعہ میں آپ کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ سے معافی مانگی۔ اور انہیں رہا کیا۔ غرض صبر کے نتیجہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت ظاہر ہوتی ہے مگر صبر کرنا آسان بات نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک پیر ونبیر عبداللہ ہوا کرتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب بھی کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا بھلا کہتا وہ اس سے لڑ پڑتے۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ان کی شکایت کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ انہیں سمجھایا جائے آپ نے پیر ونبیر عبداللہ صاحب کو بلایا۔ اور فرمایا کہ دیکھیں صبر سے کام لیں۔ اور اگر مجھے کوئی برا بھلا بھی کہے تو اشتعال میں نہ آیا کریں۔ اس پر وہ بڑے جوش سے کہنے لگے کہ یہ ایسی بات نہیں مان سکتا۔ آپ کے پیر یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی گالی دے تو آپ اس سے

مباہلہ کرنے کے لئے تیار

ہو جاتے ہیں اور میرے پیر یعنی آپ کو کوئی گالی دے تو آپ کہتے ہیں صبر سے کام لو۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سنکر خاموش ہو گئے ان کے اندر اس قدر جوش پایا جاتا تھا کہ جب کرم دین کے مقدمہ کا فیصلہ ہونے لگا۔ جس میں مجسٹریٹ نے آپ کو سزا دینے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ تو وہ ایک بڑا سا پتھر اٹھائے پھرتے تھے کہ اگر مجسٹریٹ نے سزا دی تو وہ اسے پتھر مار کر مار ڈالیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑنے کا حکم دے دیا۔ تاکہ وہ جوش میں آکر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ غرض

صبر کی توفیق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے اور جب کوئی صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ ولا تحزن علیهم میں یہی پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ مخالفین کے متعلق غم نہ کر۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ ان کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ دیکھو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے کتنی شرارتیں کیں۔ مگر آخر وہ خائب و خاسر ہو کر رہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی فتح یاب ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صفا پہاڑی پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے کہ ابوجہل آنکلا۔ اور اس نے بغیر کوئی بات کہے آپؐ کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے

میں تو صرف یہی کہتا ہوں

کہ خدا ایک ہے۔ حضرت حمزہؓ کی ایک لونڈی گھر کے دروازہ میں کھڑی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتی اور پیچ و تاب کھاتی رہی۔ شام کو حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو لونڈی غصہ سے کہنے لگی۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ آج تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ بیچارہ چپ کر کے بیٹھا تھا کہ ابوجہل نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ حمزہ اسی وقت خانہ کعبہ میں پہونچے۔ جہاں تمام رؤسائے مکہ بیٹھے تھے۔ اور ابوجہل بھی ان میں موجود تھا۔ انہوں نے جاتے ہی زور سے ابوجہل کے منہ پر کمان ماری۔ اور کہا تو نے آج میرے بھتیجے کو تھپڑ مارا ہے۔ اگر تجھ میں طاقت ہے تو میرا مقابلہ کر۔ ابوجہل پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ کہنے لگا۔ بے شک میرا ہی قصور تھا۔ کہ میں نے اسے بلاوجہ مارا۔ اس کے بعد حمزہ سیدھے اس مکان پر گئے۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اسلام قبول کر لیا۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صبر سے کام لیا تھا۔ مگر خدا نے آپؐ کی طرف سے اسی وقت بدلہ لے لیا۔

اسی طرح بدر میں کفار مکہ کا جو حال ہوا وہ ظاہر ہے۔ ابوجہل نے دعا کی تھی کہ الٰہی اگر محمد رسول اللہ سچا ہے تو ہم پر پتھر برسیں۔ پھر ایسا ہی ہوا ابوجہل مارا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔

اسی طرح ایک دفعہ

زمانہ نبوت میں

ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا ابوجہل نے میرا کچھ قرض دینا ہے۔ مگر وہ دیتا نہیں۔ آپ حلف الفضول میں شامل تھے آپ مجھے قرض دلا دیں۔ آپؐ اسی وقت اس کے ساتھ چل پڑے۔ اور ابوجہل سے جا کر بات کی۔ ابوجہل فوراً اندر گیا اور اس نے روپیہ لا کر دے دیا۔ بعد میں جب کفار مکہ نے اسے طعنہ دیا تو اس نے کہا کہ جب محمد رسول اللہ میرے پاس آئے تھے تو خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ دو مست اونٹ اس کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ اور اگر میں نے ذرا بھی انکار کیا تو وہ مجھے کھا جائیں گے۔ جس پر میں ڈر گیا۔ اور میں نے روپیہ لا کر دے دیا۔

یہ خدائی نشان تھا

جس کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ کی اس نے مدد کی اور دشمن کے دل میں اس نے رعب پیدا کر دیا اسی طرح طائف سے واپسی پر چونکہ مکی قانون کے مطابق آپ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے آپ نے اپنے ایک شدید مخالف کو پیغام بھیجا کہ میں مکہ میں آنا چاہتا ہوں اور تمہاری پناہ چاہتا ہوں کیا تم اپنی پناہ میں مجھے داخل کرتے ہو اس نے فوراً اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ ننگی تلواریں لو اور ان کے سایہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پہنچاؤ وہ ننگی تلواریں لئے آپ کے آگے آگے آئے اور یہ کہتے آتے تھے کہ اگر کسی نے ذرا بھی سر اٹھایا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اور اس طرح خدا نے ایک شدید ترین دشمن سے آپ کی حفاظت کروائی اور آپ سلامتی سے اپنے گھر پہنچ گئے غرض ہر موقع پر خدائی تائید اور نصرت کے نظارے ہمیں آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک مقام پر فرماتا ہے کہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی اے محمد رسول اللہ بدر کے موقعہ پر تو نے کنکروں کی مٹھی پھینکی تھی وہ بظاہر تو نے پھینکی تھی لیکن اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا کہ ایک ہزار کا لشکر اندھا ہو گیا اور اس نے بھاگ کر مکہ میں جا کر سانس لیا۔ اسی طرح غزوہ خندق کے موقعہ پر جبکہ کئی ہزار کا لشکر مدینہ کے اردگرد ڈیرہ ڈالے پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو ایسی تیز ہوا چلائی کہ دشمن کی آگیں بجھ گئیں۔ عرب لوگ آگ جلا کر سوتے تھے

کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام جرنیل بھاگ گئے۔ خود ابوسفیان اس قدر گھبرا گیا کہ اُسے اونٹ کا گھٹنا کھولنا بھی یاد نہ رہا۔ وہ اسی حالت میں اس پر سوار ہو گیا۔ اور اُسے تیں بار سے لگ گیا۔ آخر کسی نے کہا کہ ہوش سے تو کام لو۔ اُونٹ کا تو گھٹنا بندھا ہوا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا کہ وہ ایک وجہ کا شکار ہو کر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ہزاروں مثالیں آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان مشکلات میں آپ کی تائید کی۔ ایک دفعہ آپ انارکلی میں سے گذر رہے تھے کہ ایک پاگل نے زور سے آپؑ کو وہ پتھر مارا جس سے آپؑ گر گئے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کو اس وقت جوش آیا اور انہوں نے اسے مارنا چاہا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے منع فرمایا۔ بعد میں اسی شخص کا بھائی احمدی ہو گیا۔ وہ ہمیشہ اس واقعہ پر رویا کرتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کرتا رہتا تھا کہ میرے بھائی کو معاف کر دیں۔ اس نے آپ کی بڑی ہتک کی ہے۔ غرض صبر اپنے اندر بڑے شیریں نتائج رکھتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ انہیں جب بھی مشکلات پیش آئیں صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرے گا اور انہیں کامیاب و بامراد کرے گا۔

(الفضل ۲۵/۹/۶۱)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کیلئے اجتماعی دُعا

یادگیر (تاخیر سے) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت یابی کے لئے ویسے تو ہر نماز میں دعا کی جاتی ہے۔ مگر اس ماہ یعنی ستمبر کے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے مضمون اور حضرت میاں وسیم احمد صاحب کا قطعات کرم عت میں نفلی روزوں اور اجتماعی تہجد کی تحریک کی گئی تھی۔ چنانچہ احباب جماعت نے پیر اور جمعرات کو روزے رکھے اور ساتھ ہی نماز تہجد کا بھی التزام کیا گیا

نیز روزوں کے دنوں یعنی پیر اور جمعرات کو مغرب کی نماز کے آخری رکوع کے بعد اور آخری سجدہ سے پہلے خاص طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعائیں کی گئیں

جماعت کے مخلص اور مخیر احباب نے سحری اور افطاری کا انتظام بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکسار قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر (دکن)

ربوہ میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا بصیرت افروز خطاب

مورخہ ۲۰ اکتوبر کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ربوہ میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے احمدی مستورات سے جو خطاب فرمایا اس کا مکمل متن روزنامہ الفضل ۲۲ اکتوبر میں شائع ہوا ہے۔ جسے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔ (ادارہ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

الحمدللہ کہ ایک سال کے بعد پھر یہ دن آیا ہے اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کارروائی ہمارے اجتماع سالانہ کی شروع ہونے کو ہے۔ امید ہے کہ آپ سب بہنات حقیقی عمل اور ترقی کی رپورٹ لے کر آئی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو زیادہ سے زیادہ تنظیم اور خلوص نیت کے ساتھ خدمت کی توفیق بخشے۔ اور آپ کے قدم آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں زوال سے اپنے کرم سے محفوظ رکھے اور آپ سب بہنیں اپنے کام میں بھی اور ذاتی طور پر فرداً فرداً بھی ایسے نیک نمونے بنیں کہ اغیار کی زبانیں بھی آپ کی خصوصیات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

مجھے چند باتیں اور بھی اس موقعہ پر کہنی ہیں۔ ذرا غور سے سُنیئے۔ سبھی جانتے ہیں کہ حسد۔ بدگمانی۔ زبان کی بے احتیاطی اور اعتراض ایسی بدخصلتیں ہیں جن کا زہر دور دور پھیل کر دوسروں کو بھی خراب کرتا ہے اور جن گھروں میں یہ مرض جڑ پکڑ جاتا ہے اس کے لئے تو ہے ہی تباہ کن۔ غرض جب معمولی زندگی یعنی خاندانی برادری اور محلہ داری کے تعلقات میں یہ باتیں گھروں کا امن اُٹھا کر ان کو اُجاڑ سکتی ہیں دلوں کو پھاڑ سکتی ہیں۔ تو آپ سوچیں اور غور کریں کہ قومی، دینی و روحانی تعلقات اور نظام سلسلہ کے معاملات میں اس صورت کی دریدہ دہنی کا نتیجہ کس قدر خطرناک نہ ہو گا؟

مجھے افسوس ہے کہ باوجود حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنی طبیعت کے خلاف سالہا سال کے صبر کے بعد محض جماعت کی آئندہ بہبود کی خاطر اس پکے پھوڑے کو مجبور ہو کر نشتر دے کر مواد صاف کرنے کے اب تک یہ مرض ناحق بدگمانی بے وجہ عادتاً اعتراض کا ہماری جماعت کے بعض افراد میں نظر آ رہا ہے۔ اور انہوں نے اب تک سبق حاصل نہیں کیا۔ مجھے بھی کسی نہ کسی طرح کبھی کبھی خبر ایسی پہنچ جاتی ہے۔ اور سخت صدمہ کا موجب ہوتی ہے۔ میں نے اسی امر کی بابت کوئی تین ماہ ہوئے چند الفاظ کا پیام خدام لاہور کے لئے لکھا تھا مگر اب اپنی بہنوں سے بھی یہی کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ہوشیار ہو جائیں۔ اپنے اہل کو آگ سے بچانے کا حکم صرف مردوں کے لئے نہیں آپ کے لئے بھی ہے۔ آپ کا بھی فرض ہے کہ اپنے شوہروں اپنے بیٹوں اپنے بھائیوں بلکہ اپنے باپوں تک کے منہ بند کر دیں۔ اگر وہ کسی مجلس یا کسی خاص شخص کی صحبت کے زیر اثر معترضانہ باتیں کرنا شروع کریں۔ یاد رکھیں کہ خدا کے فضل سے کثرت ایسے لوگوں کی نہیں ہے مگر ایک کیڑا بلیگ کی طرح پھیل کر بہت کمزور طبائع کو سڑنے مرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے بچائیں اپنے گھر والوں کو اس وبا سے اس آگ سے۔ اس خطرہ سے بہ ذمہ داری آپ پر بھی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں آپ بھی جوابدہ ہوں گی اگر آپ نے کسی کمزوری کے تحت اغماض کیا اور اس بلا کو اپنے گھروں میں داخل ہوتے دیکھ کر خاموشی اختیار کی۔ کچھ بظاہر معقول معزز و عالم لوگوں میں سے بھی ہیں۔ جن کو محض عادتاً ہی سلسلہ کے کاموں اور کارکنوں پر بیٹھے بٹھائے ناحق اعتراض کر ڈالنے کی بیماری ہے وہ نہیں سوچتے کہ ہمارا دل پہ گہرا اثر نہ سہی کہ زبان کا چلا دینا شاید ہمیں بچا ہوا چھوڑ بھی دے۔ مگر کمزور ایمان کو غارت کر سکتا ہے۔

اگر کسی کو کوئی نقص نظر بذاتِ خود آئے (سن سنا کر بات کرنے کا تو ذکر ہی نہیں) تو وہ کسی ذمہ دار ہستی سے بات کر کے ٹھیک نیچ سے دل کھول کر اپنا شک رفع کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نیک ارادے والے کی خود مدد فرماتا ہے۔ مگر نہ دوسروں سے بات کریں دشمنی تو ایسا فراد سے ہی بنتی ہیں اگر بجائے اعتراض پھیلا کرنے کے آپ لوگ اپنے نقائص دور کرنے اور اپنی ذات میں زیادہ نیکی اور خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش میں لگ جائیں تو جماعت کے لئے زیادہ مفید ہوں گے۔ بالفرض اگر کوئی نقص آپ کی نظر میں آ رہا ہے تو ہونے دیں۔ آپ کو تعلیم تو ابھی سوچنی گئی ہے۔ آپ ہی احسن طور پر اس پر عمل پیرا ہو کر زیادہ اچھے نمونہ بن جائیں؟ میرے خیال میں اس لاحق کے غم و غصہ کا بدلہ اس رنگ پر لینا بہت مبارک ہو گا! یاد رکھیں اعتراض خصوصاً مذہبی سلسلوں میں ایک ایسی سیڑھی ہے جس پر قدم رکھ کر معترض اوپر ہی اوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ایمان و اعتقاد ایک چوٹی ہے جس پر سے پھسلے تو پھر پھسلتا ہی آتا ہے۔ معترض سمجھتا ہے اور اپنے نفس کے خفیہ تکبر کی وجہ سے یقین رکھتا ہے کہ اگر میں ان کام کرنے والوں کی جگہ ہوتا تو بہت بہتر ثابت ہوتا۔ پس وہ نیچے سے اعتراض کرتے کرتے اوپر ہی پاگیا دم لیتا ہے۔ اور اب غلط فہمی سے سوچتا ہے کہ میرا اصل ایمان و اعتقاد تو مضبوط ہے۔ یہ سہارا میرے لئے کافی ہے مگر کہاں! لڑکھڑاتا ہے پھسلتا ہے اور نیچے ہی آن گرتا ہے۔ بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم کسی کو بچا لے اور تائب ہونے کا موقعہ بخش دے۔

پھر میں بہت زور دے کر کہتی ہوں کہ اپنے گھروں میں مردوں کی باتوں میں اگر ذرہ برابر بھی یہ مادہ اُبھرتا دیکھیں تو فوراً اس کے قلع قمع کے لئے دلیرانہ طور پر تیار ہو جایا کریں۔

الٰہی سلسلوں میں ابتداء سے منافقین معترضین اور شر انگیز لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جو شیطان کے ہتھیار ہوتے ہیں مگر ان کو ناگزیر جان کر غفلت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ انسان کمزور ہے ہشیار رہنا واجب ہے! نہ معلوم کس خفیہ راہ سے داخل ہو کر یہ سانپ ڈس لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی یہ عنصر موجود تھا جو پہلے پہل دبا دبا رہا۔ مگر گذشتہ سے بعض کی بعض باتوں سے حسد اور اعتراض ناحق خفیہ خفیہ خاص لوگوں کے علم میں آنے لگے تھے۔ اصل حاسد اور معترض دو تین ہی ہوں گے۔ دوسرے اچھے بھاؤں کو محض دوستی اور محبت لے ڈوبی تھی وہ خوب جانتے اور سمجھتے تھے کہ اس سلسلہ میں بھی خلافتِ راشدہ کا ظل خلافت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ مگر حسد ناحق اور بوہ حرائت کی خواہش نے [illegible] مجبور کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے خاص موعود بیٹے کی پیشانی پر ستارۂ بلندی چمکتا وہ خوب دیکھ رہے تھے اور انوارِ نبوت کے ماحول میں آنکھ کھولنے والی وہ رہینی بھی میسر تھی کہ جان گئے تھے۔ یہ ستارہ ضرور ایک دن نیّرِ درخشاں بننے کو ہے۔ مگر بُرا ہو حسد کا کہ تازہ چوٹ میں بند ہے بندھا ئے اول بیعتِ خلافت کرنے کو تو کر لی مگر اس قید میں پھڑ پھڑاتے ہی رہے۔ کیونکہ دن بدن محمود کا مستقبل ان کو اپنے لئے خطرہ کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ جو ان کو ہرگز گوارا نہ تھا اور کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات اس وقت نہ آئی ہو مگر چشمِ حاسد خود ہی سوچتی تھی خود ہی بے قرار ہو جاتی تھی۔ آخر خلیفہ اول رضؓ کی وفات پر کھلم کھلا خلافت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا! بار بار ہر ممکن طریق سے سمجھایا گیا کہا گیا کہ یہ فتنہ نہ اٹھائیں۔ آپ خلافت کو تسلیم کریں پھر جس کی بھی آپ لوگ کہیں گے سب بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اب کس منہ سے مانتے اب تو اپنی بات سے پھرنے کی ندامت کے ساتھ سخت ضد اور ہٹ بھی شامل ہو گئی تھی۔ غرض وہ نہ ماننا تھا نہ مانے یہ بھی حکمتِ الٰہی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کا جو منشا رہتا وہ بڑی شان سے پورا ہوا۔ یہ تو پرانی بات تھی۔ اب حال بھی دیکھیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا جلیل القدر انسان اور اعلیٰ پایہ کا مومن عاشقِ مسیح موعود کون تھا؟ اس محض بدظنی اور دیدہ دہنی کی حد تک گستاخانہ اعتراضات کے مرض نے ان کی اولاد کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا! عبرت کا مقام ہے! وہ نورالدین خلیفہ اوّلؓ ہزاروں رحمتیں اس کی روحِ اقدس پر تا ابد نازل ہوتی رہیں جو عاشقِ محمود تھا اس کی اولاد صد افسوس کہ آج اعدائے محمود میں شمار ہوتی ہے۔ کیا یہ رونے کی جگہ نہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہماری تو اب بھی دل سے دعا رہتی ہے کہ خدا ان کو ہدایت دے وہ کوٹ آئیں۔ سینۂ صافی لے کر سچے دل سے تائب ہو کر اور ہم سے پھر ملیں۔ آمین۔ وہ اپنے باپ کے ایمان کا درجہ اور ان کے ہم سے بھی بے حد پیار و محبت کو بھول گئے مگر ہم نہیں بھولے ہم کو وہ عاشقانہ محبت و پیار یاد ہے اور یاد رہے گا۔

میرا بچپن ان کی گود میں کھیل کر گزرا اور بچپن سے ان سے پڑھنا شروع کیا روز کا آنا جانا تھا گویا ایک ہی گھر تھا۔ خدا جانے یہ کچھ ہونا ان کو نظر آ گیا تھا کہ بلا مبالغہ قریباً روز ہی بڑے پیار سے فرماتے کہ یا اولاد اور یہ عبدالحی جو میرے بڑھاپے کی زینۂ اولاد ہے یہ بھی تم لوگوں سے زیادہ مجھے پیارے نہیں۔ ہم سب کے لئے عمومی طور پر بھی ایسے الفاظ استعمال فرماتے۔ اور خصوصیت سے اور اکثر بہت زور دیکر فرماتے کہ "محمود سے زیادہ یہ اولاد مجھے پیاری نہیں ہے" یہ سالوں تک اس بات کو بہ تکرار سنا ہے۔ اب تک تو دل پر یہی اثر تھا کہ چونکہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انتہائی عشق تھا تو ان کی اولاد بھی پیاری تھی۔ خصوصاً وہ جوہر قابل جس کو ان کی نگاہ معرفت پرکھ چکی تھی۔ مگر اب میں سوچتی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندے تھے یہ ان کا بیوی بچوں کی گھریلو مجلس میں روزانہ محبت جتلانا بھی کسی خاص اشارہ کی وجہ سے نہ ہو۔

ضمناً ایک واقعہ بھی یاد آ گیا۔ آپ کے صاحبزادے میاں عبدالسلام مرحوم چھوٹے تھے۔ میں جب پڑھنے کو روزانہ صبح جاتی تو ان کے لئے جیب میں بادام اخروٹ وغیرہ لے جاتی۔ اور جیسا کہ بچوں کے کھیل ہوتے ہیں روز ہی پہلے ان سے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو۔ وہ روز جواب دیتے دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ ایک دن میاں عبدالحی مرحوم نے غصہ سے کہا کہ "عبدالسلام نوکر کیوں کہتے ہو؟ تم کوئی نوکر ہو؟ کہو میں نوکر نہیں ہوں"۔ اندر کمرے میں حضرت خلیفہ اوّل سن رہے تھے۔ نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا۔

"عبدالحی یہ کیا کہا تم نے؟ یہ نوکر ہے!"

اور فرمایا۔ "عبدالسلام اندر آؤ"۔ ہم دونوں اندر چلے گئے۔ فرمایا کہو میرے سامنے "میں نوکر ہوں"۔ بچہ نے دہرایا۔ اس جذبہ کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت سے واقف آپ کی صحبت میں رہ چکے یا آپ کی سیرت کا مطالعہ کر چکے ہوں۔ وہ کوہِ وقار تھے۔ غیور تھے خود دار تھے۔ ان کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا تھا نہ جھکتا۔ جھکا تو اپنے محبوب آقا کے سامنے جو انتہائی عشق کامل کا نتیجہ تھا کہ ان کی ایک کم عمر لڑکی جو ان کی شاگرد بھی تھی اس کے لئے بھی اپنے پیارے لڑکے کا اتنا کہنا کہ "کہو میں نوکر نہیں ہوں" سخت ناگوار گزرا۔ آپؓ کا چہرہ مجھے اب تک یاد ہے ایسا اثر تھا کہ صرف غصہ اور ناگواری ہی نہیں بلکہ بہت صدمہ گزرا ہے۔ حالانکہ جیسا وہ والدین کی مانند بے انتہا لاڈ پیار مجھ سے کرتے تھے۔ بے تکلف تھے ان کا حق تھا وہ بآسانی مجھے بھی کہہ سکتے تھے سمجھا سکتے تھے کہ بچہ سے ایسا نہیں کہلواتے ذلیل ہو جاتا ہے۔ عزت نفس نہیں رہتی۔ تم اس کو جو چاہو دیدیے ہما دیدیا کرو۔ اور مجھے بھی آپ کا روکنا ذرا بھی بُرا نہ معلوم ہوتا۔ کیونکہ ان کی محبت کا پلڑا بہت بھاری تھا۔

مگر انہوں نے اپنے طبعی وقار کے خلاف صرف اپنے خاص جذبۂ عشق و محبت کے تحت الٹا بچہ سے سامنے کہلوایا کہ "میں نوکر ہوں"۔

افسوس اس بڑی ہستی کی چھوٹی اولاد بدگمانی حسد ناحق اور فضول اعتراض کے مرض میں گرفتار ہو کر کہاں سے کہاں جا گری۔ جس خلافت کے خلاف تھوڑی سی بھی بات سنتے ہی اس مردِ خدا نے شیر کی مانند گرج کر تقریر کی تھی۔ اور مسجد مبارک لوگوں کی چیخوں سے گونج رہی تھی۔ اسی سلسلۂ خلافت سے یہ صاحبزادے الگ ہو کر آج منکرانِ خلافت سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ راہِ راست پر لائے۔

پس میری اس وقت یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو بھی بچائیں۔ اس بیماری سے اور اپنے شوہروں اولادوں اور گھر کے دیگر مردوں کو بھی جرأت سے آگاہ کر کے روکیں۔ اگر یہ موت کا کیڑا کسی کے اندر سرایت کرتا یا آس پاس بھی رینگتا دیکھ پائیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم آپ کے شاملِ حال رہے۔ آمین +

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی ہر لحاظ سے تعریف و توصیف اور تائید و حمایت کی مستحق ہیں

جمہوریہ سمالیہ کے صدر کی طرف سے جماعت احمدیہ کی شاندار تبلیغی خدمات پر خوشی کا اظہار

(صدر سمالیہ)

اکرا (گھانا مغربی افریقہ) ۱۹؍ اکتوبر ۶۱ء جمہوریہ سمالیہ کے صدر جناب عبداللہ عثمان جو آجکل گھانا کے سرکاری دورے پر یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ گھانا کے ایک وفد نے آج اسٹیٹ ہاؤس اکرا میں آپ سے ملاقات کی۔ یہ وفد مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم امیر جماعت احمدیہ گھانا، مولوی قریشی فیروز محی الدین صاحب مبلغ انچارج اکرا اور محمد آرتھر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گھانا پر مشتمل تھا۔

ملاقات کے دوران مکرم امیر صاحب نے صدر موصوف کو ان کی تشریف آوری پر جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہوئے اولاً اختصار کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ بیان کی۔ پھر انہیں جماعت کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے خوشکن نتائج پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے جماعت کی طرف سے شائع شدہ بعض اہم اسلامی کتابیں تحفہ کے طور پر دیں۔ ان میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا ایک نسخہ نیز حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تصنیف "لائف آف محمدؐ" کی ایک جلد بھی شامل تھی۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ کتابیں دنیا بھر میں ہزاروں سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کا موجب بن چکی ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے ضمن میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

صدر جمہوریہ سمالیہ جناب عبداللہ عثمان نے وفد کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

"یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوا ہوں کہ گھانا میں نہ صرف یہ کہ ایک مسلم مشن اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ادا کرنے میں مصروف ہے بلکہ اس کی مساعی شاندار طریق پر بار آور بھی ثابت ہو رہی ہیں۔ فی زمانہ اسلام کی بے مثال تعلیم اس کے پیش کردہ عظیم نظریات اور اس کے عام فہم اور پُر حکمت اصولوں کے پھیلنے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی تھی کہ صحیح خطوط پر تربیت یافتہ مشنری موجود نہ تھے۔ اور اس بارہ میں اب تک کوئی منظم کوشش نہیں کی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے متعلق علم حاصل کر کے بہت خوشی ہوئی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عظیم الشان مساعی میں برکت ڈالے اور انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔ موجودہ پریشان حال انسانیت کے الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں اسلام نہایت اہم کردار ادا کر سکتا ہے اس زمانہ میں انسانیت کے تمام دکھوں کا علاج اسلامی تعلیم میں مضمر ہے۔ اور اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے اور عام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احمدیہ مشن کی مساعی کو بنظرِ استحسان دیکھا جائے گا۔ اور ان کی ہر طرح تائید و حمایت کی جائے گی۔ کیونکہ یہ مساعی صحیح معنوں میں اس کی مستحق ہیں"۔

اس ملاقات کی خبر ریڈیو گھانا نے نہ صرف انگریزی میں بلکہ تمام دیگر مقامی زبانوں میں نشر کی۔

اڑیسہ میں ایک تبلیغی دورہ

از مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ جماعت احمدیہ کوٹیلہ بتوسل نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

مورخہ ۳۰ ستمبر کو مکرم مولوی محمد فرقان علی صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال و منشی عبد الستار خان صاحب و مقبول خاں صاحب اور خاکسار پر مشتمل ایک تبلیغی وفد براستہ آٹھ گڑھ تالچیر جانے کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارا وفد جب تالچیر بس سٹینڈ پر پہنچا تو دیکھا کہ مکرم اکبر خان صاحب جو بہت مخلص ہیں اور سول سپلائی میں ملازم ہیں۔ بس سٹینڈ پر خیر مقدم کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ہمیں اپنی قیام گاہ پر لے گئے۔ انہوں نے وفد کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام کیا ہوا تھا۔ جزاہم اللہ خیراً۔

تالچیر اڑیسہ میں ایک مشہور جگہ ہے پہلے یہاں ایک راجہ جو رولنگ چیف بھی تھے حکومت کرتے تھے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اور انکی حکومت ختم ہو چکی ہے یہ مقام پتھر کے کوئلہ کی کانوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ ہندوستان کے مختلف مقامات کے لوگ اس جگہ ملازم ہیں۔ تالچیر ٹاؤن دریائے برہمنی کے بالکل کنارے پر واقع ہے جس کی وجہ سے اس کی خوبصورتی و دلفریبی بہت بڑھ گئی ہے یہاں پر دو احمدی دوست جیل خانہ میں بھی ملازم ہیں۔ ان سے بھی مل کر خوشی ہوئی اس موقعہ پر جیل خانہ کے ہندو ملازمین اور افسر صاحب جیلخانہ کو بھی تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ شام کو جب ہم واپس قیام گاہ پر پہنچے۔ تو اگلے روز صبح جلسہ کرنے کا پروگرام مرتب کیا۔ لیکن مشکل یہ تھی۔ کہ جلسہ کہاں کریں۔ کون تعاون کرے گا اور جلسہ کے لئے گراؤنڈ دے گا جب ہم صبح کو تیار ہو کر قصبہ کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ہائی سکول کی گراؤنڈ میں بہت سے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ کیونکہ آج گاندھی جینتی ہے۔ یہ لوگ جلسہ کر رہے ہیں۔ ہم بھی جلسہ گاہ میں چلے گئے۔ انہوں نے ہمیں اسلامی لباس میں دیکھ کر تعجب کیا۔ اور ہمیں بٹھاتے ہوئے آنے کی غرض و غایت دریافت کی۔ جو انہیں بتلائی گئی۔ جلسہ میں ہماری طرف سے دو مقررین کو بھی تقریر کرنے کا موقعہ دینے کے لئے ہماری طرف سے درخواست کی گئی۔ پہلے تو منتظمین جلسہ نے انکار کر دیا۔ لیکن جب انہیں ہم نے اپنے تبلیغی مشن سے آگاہ کیا اور لٹریچر پیش کیا۔ تو صدر جلسہ نے بتایا کہ اس قسم کا لٹریچر انہیں کھانڈ پاڑہ کے قیام میں وہاں کے مجسٹریٹ نے بھی دیا تھا۔ اس پر خاکسار نے بتایا کہ یہاں مجسٹریٹ مکرم مولوی سید علام الدین صاحب میرے چچا ہوتے ہیں اس پر صدر جلسہ بہت خوش ہوئے۔ اور باوجود پروگرام میں گنجائش نہ ہونے کے خاکسار اور مولوی محمد فرقان علی صاحب صدر جماعت پنکال کو تقریر کرنے کے لئے سٹیج پر بلا لیا۔

خاکسار نے تقریر سے قبل حاضرین اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازیں مہاتما گاندھی جی کی سیرت۔ ان کے ہندوستان کے باشندوں پر احسانات اور خدمت کرتے ہوئے قربان ہو جانا۔ انگریزوں سے آزادی لینے کے لئے ڈٹ کر مقابلہ کرنا چیدہ چیدہ واقعات پبلک کے سامنے رکھے۔ اور اس کے بعد آیت قرآنیہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی تلاوت کر کے انبیاء کی بعثت کی غرض بیان کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری سنائی۔ اور اسلام و احمدیت کی تعلیمات سے روشناس کرایا

خاکسار کے بعد مکرم مولوی محمد فرقان علی صاحب سٹیج پر تشریف لائے یہ ہندو شاستروں کے ماہر ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر سنسکرت شلوک سے شروع کی۔ اور پھر حضرت کرشن کی آمد ثانی کی اطلاع دی۔ اور شاستروں کے حوالوں سے حضرت احمد قادیانی کی صداقت ثابت کی

ان کی تقریر کے بعد مقبول خاں صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ "اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے" پڑھی اور اس کا اڑیہ ترجمہ سنایا۔ جس نے جلسہ میں جان ڈال دی۔

آخر میں صدر جلسہ این۔سی۔نبرا۔ ایم۔ اے نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی مشنری اور دوسرے مسلمان دوستوں نے ہمارے جلسہ کو بہت ہی کامیاب بنایا اور ہمیں وہ تعلیم دی۔ جس پر عمل کر انسان اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہمارا جلسہ ہر سال ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس سال کا جلسہ مسلمان پنڈتوں کی شمولیت سے گزشتہ سالوں سے کامیاب رہا ہے۔ اور بعد میں ہمارا شکریہ ادا کر کے رخصت کیا۔ تالچیر شہر میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے۔ اور عمل کے لحاظ سے بہت پیچھے ہیں۔ اور اسلام کی تعلیم سے ناواقف۔ اس لئے دوسروں کے لئے کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتے۔ یہاں ایک مسجد ہے۔ لیکن وہ بھی غیر آباد۔

یہاں کے ایک غیر احمدی دوست مکرم شیخ رستم علی صاحب کی خواہش پر ٹاؤن کے صدر مقام میں جلسہ کا انتظام کیا۔ اور دریاں میز، کرسیوں۔ لائٹ کا بہترین انتظام کیا۔ بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی زیر صدارت ایس۔ مہاپترا شروع ہوئی جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور تالچیر کے رئیس ہیں۔ تلاوت قرآن کریم مولوی محمد فرقان علی صاحب نے کی۔ اور نظم مقبول خاں صاحب نے پڑھی۔

صدر صاحب نے سب سے پہلے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ شہر کے اکثر لوگ گاندھی جینتی میں ہماری تقریر سے متاثر ہو چکے تھے۔ جس کا ذکر صدر صاحب نے کیا۔ ان کی افتتاحی تقریر کے بعد خاکسار نے "موعود اقوام عالم" کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی محمد فرقان علی صاحب نے انسان کی پیدائش کی غرض کے موضوع پر ۴۵ منٹ تک تقریر کی۔ ہر دو تقاریر کو بہت پسند کیا گیا۔ اور حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ آخر میں صدر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج مسلمان مولویوں کی تقاریر سے ہمارے کان پوتر ہو گئے اور ہم لوگ جتنا بھی بھگوان کا شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے۔ اس قسم کے جلسوں کا بار بار ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کریں۔ اور بڑے اچھے الفاظ میں ہم لوگوں کا انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ اور بعد ختم جلسہ برخواست ہوا ہم نے مکرم رستم علی صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور پولیس افسروں کو بھی مطالعہ کے لئے لٹریچر پیش کیا گیا۔

تالچیر کے مجسٹریٹ صاحب سے بھی ملاقات کی گئی۔ اور انہیں اپنی آمد کی غرض بتائی۔ جماعت کی تعلیم سے روشناس کرایا۔ اور مطالعہ کے لئے لٹریچر بھی پیش کیا۔ انہوں نے ہماری باتوں کو سن کر حیرت کا اظہار کیا۔ اور جلسہ کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور کچھ دیر تبادلہ خیالات کے بعد ہم واپس آ گئے۔

اگلے روز یعنی ۳ر اکتوبر کو ہمارا تبلیغی وفد راجہ صاحب تالچیر سے بھی ملا۔ راجہ صاحب بہت ہی خلیق اور زندہ دل آدمی ہیں۔ وہ مشہور شکاری بھی ہیں۔ تقریباً ایک سو شیروں کو مار چکے ہیں۔ ان کا بہت عالیشان محل ہے جس کا نام چندر بھون ہے۔ ان سے کافی دیر مذہبی گفتگو ہوئی۔ آمد کی غرض اور جماعت احمدیہ کے حالات سے آگاہ کیا۔ مطالعہ کے لئے لٹریچر بھی پیش کیا۔ ہماری باتوں کو سن کر راجہ صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور پھر اپنے ملازموں کو بلا کر محل کی سیر بھی کروائی۔ اور بعض کمرے کھول کر جانوروں کی کھالوں و دیگر چیزوں کو دکھایا۔ محل ایک چھوٹی قسم کا عجائب گھر معلوم ہوتا تھا۔

تالچیر میں مکرم اکبر خاں صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے وفد کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام رکھا۔ اور ہر طرح سے خدمت کی۔ خدا تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ اور اسی طرح برادران شیخ علی صاحب اور اسماعیل خاں صاحب نے بھی بہت کچھ تعاون کیا۔ جزاہم اللہ خیراً۔

مورخہ ۴ر اکتوبر کو ہمارا وفد تالچیر سے روانہ ہو کر ٹرین۔ موٹر اور رکشا پر سفر کرتا ہوا اتابیرکوٹ ڈھینکانال پہنچا۔ یہاں پر ہماری جماعت قائم ہے۔ جو تقریباً ۸۰ افراد پر مشتمل ہے۔ اس جماعت کے عہدیداروں کے زیر انتظام رات کو ایک جلسہ کیا گیا۔ جو کہ خاکسار کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولوی محمد فرقان علی صاحب نے "بعثت حضرت مسیح موعود" کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر فرمائی جو ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ اور پھر خاکسار نے انبیاء کی بعثت کی غرض پر تقریر کی۔ جلسہ کے اختتام کے بعد خاکسار نے جماعت کی تربیت و اصلاح اور تنظیم کے بارہ میں احباب جماعت کو ضروری نصائح کیں۔ اور عہدیداران کا انتخاب بھی کرایا۔

مورخہ ۵ر اکتوبر کو ہمارا وفد بخیریت واپس ہو گیا۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

تبصرہ

احمدیہ جنتری بابت ۱۹۶۲ء

میاں محمد یامین صاحب احمدی تاجر کتب ربوہ نے جو عرصہ ۵۴ سال سے احمدیہ جنتری شائع کر رہے ہیں۔ اس عمدہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے اس سال بھی یہ مفید جنتری ربوہ سے شائع کی ہے، زیر نظر جنتری میں سن عیسوی۔ ہجری۔ قمری و شمسی کی تاریخیں درج ہیں۔ علاوہ ازیں حسب معمول مختلف عنوانات کے ماتحت ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء سلسلہ کے تبلیغی تربیتی اور علمی مضامین کے اقتباسات اور دیگر مفید معلومات بھی جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے یہ جنتری بجائے خود ایک مفید تبلیغی رسالہ ہے۔ جو پڑھنے اور پڑھانے اور ریکارڈ کے لئے اپنے پاس رکھنے کے لائق ہے۔ قیمت فی نسخہ چار آنہ

ملنے کا پتہ:۔

. . . . محمد یامین صاحب تاجر کتب۔ احمدیہ قادیان
دار الہجرت ربوہ۔ پاکستان

اسلام اور اجتماعی زندگی

ایک غیر مُسلم فاضل کے تاثرات

ذیل میں ایک ہندو سالسٹر مسٹر آر۔ اے نہرا کے فاضلانہ مقالہ کا ملخص ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ موصوف نے یہ مقالہ اسلامک سوسائیٹی لنڈن کے جلسہ میں پڑھا تھا۔

(منقول از روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۷ رستمبر ۱۹۶۱ء)

تین اسباب ہیں جن کی بنا پر ایک ہندو اس مبحث پر تقریر کر رہا ہے۔ سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ میں اگرچہ ہندو پیدا ہوا۔ لیکن بچپن سے ہمیشہ مسلمان ہمسایوں اور دوستوں میں رہا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان الگ الگ نہیں رہتے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ہندو مذہب اپنے پیروؤں کو یہ نہیں سکھاتا کہ وہ دوسرے مذہب کو بُرا کہیں یا نظر حقارت سے دیکھیں۔ رواداری اور غیر ضرر رسانی ہندو دھرم کے اساسی اصول ہیں۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ میں نے مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ اور پندرہ سال سے اسلامی قانون کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ میں اپنے موضوع کو ذیل کے تین عنوانات میں تقسیم کروں گا۔

(۱) کاروباری اخلاق

(۲) عام اخلاق۔

(۳) صنفی اخلاق

میں ہر عنوان میں اختصار برتوں گا کیونکہ ساتھ ہی مجھے اپنے بیانات کی توضیح میں مثالیں بھی دینی ہیں جو مجھے اپنے چند سال کے پیشہ کے تجربات میں ملی ہیں۔

میں یہ بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ میرا موضوع تقریر اخلاق کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم المرتبت ہستی نے بنا ڈالی اور تبلیغ کی۔ اور جس پر انہوں نے اور ان کے سچے پیروؤں نے عمل فرمایا۔ یہ معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ عہد حاضر کا ہر وہ مرد یا عورت جو مادیت کے سیلاب میں غرق ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرنے میں دقت محسوس کریگا۔

سب سے پہلے کاروباری اخلاق کو لیجئے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ روئے زمین پر اسلام ہی وہ اکیلا مذہب ہے جو سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ اگر آپ اس مفید ترین و اعلیٰ اصول کی تحلیل کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ موجودہ اقتصادی نظام جس کا دارومدار سود پر ہے سراسر غلط ہے۔ روپیہ ایک جاندار چیز نہیں وہ دوگنا چوگنا نہیں ہوتا۔ ایک پونڈ خواہ وہ چاندی کا ہو یا سونے کا جہاں کہیں رہے زمانہ بیار میں ہرگز کسی طرح بھی وہ پونڈ سے مبدل نہیں ہو سکتا وہ ایک ہی پونڈ رہے گا۔ خواہ وہ کسی بادشاہ کے ہاتھ میں ہو یا کاشتکار کے ہاتھ میں ہو، فوجی جنرل کے ہاتھ میں ہو۔ ڈاکٹر کے ہاتھ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام صلعم نے اپنے متبعین کو سود لینے اور دینے سے منع فرمایا۔ حرص کی ایجاد کردہ چیزوں میں سود بنی نوع انسان پر بے رحمی کی بدترین شکل ہے جس کا ارتکاب مادیت سے مغلوب اور روحانیت سے بے بہرہ مخلوق احمقانہ پندار کے ساتھ کرتی رہتی ہے۔ سود کے لین دین کے نتائج بہت دور رس اور سوسائیٹی کے سکون و امن کو بُری طرح تہ و بالا کرنے والے ہوتے ہیں۔ عہد حاضر کے قوانین کی رُو سے ۴۸ فیصدی تک سود لینا روا ہے۔ شاید آپ حضرات میں سے بعض اس بات سے واقف ہوں کہ انگلستان میں ایک سود خوار ۴۸ فیصدی تک سود قانوناً لے سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک شخص آج سو پونڈ قرض لیتا ہے تو سال بھر میں اسے ۴۸ پونڈ دینے ہوں گے اور دو سال گذر جانے پر زر اصل سے تقریباً دوگنی رقم دینی پڑیگی اور اسی مہاجنی سود کی بدولت خدا جانے کتنے خاندان تباہ ہو چکے ہیں۔ میں نے خود ایسے واقعات دیکھے ہیں جن میں ان سود خواروں ہی کی وجہ سے تباہی آئی جب کوئی شخص ان سود خواروں کے چنگل میں پڑ جاتا ہے تو شرح سود کی زیادتی کی بدولت شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ حریص ساہوکار کے پنجہ سے صحیح و سالم نکل سکے۔ موجودہ زمانہ کے ماہرین اقتصادیات سود کے کاروبار کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ آخر کیوں!

محض اس لئے کہ سود کے اصول کی وجہ سے ان کے ہاتھ وہ رقم لگ جاتی ہے جو ان کی نہیں۔ یہ سودی کاروبار بہت ہی عجیب پیمانہ پر جاری ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حرص اور خود غرضی اپنی انتہائی خوفناک شکل میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اقوام عالم ایک تغیر عظیم کے کنارے آ لگی ہیں۔ اور ہر وقت اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوئی تباہی میں جاگر گرنے کے لئے تیار ہیں۔

تعمیری انجمنیں، بینک اور بیمہ کمپنیاں سطحی اعتبار سے مضبوط معلوم ہونے کے باعث بہت ہی مفید اور ضروری ادارے سمجھی جاتی ہیں۔ اسلام کے قانون کے مطابق ایک تاجر اپنے ہم پیشہ تاجر یا دوست کو روپیہ قرض دیتا ہے۔ اور مقروض اس رقم کو مع شکریہ اور احسانمندی کے ساتھ واپس کرتا ہے۔ خیال تو کیجئے یہ اصول کتنا مبنی بر انسانیت ہے۔ اور سود کے نہ لینے کے اعلیٰ اور شریفانہ اصول میں کتنی خالص ہمدردی و محبت اور یکجہتی پنہاں ہے کوئی شخص بھی اپنے روپے کو سود پر چلا چلا کر اپنی حرص میں اضافہ نہیں کرتا یہ ظاہر ہے کہ جب کاروباری معاملات میں انسانیت برتی جائے گی (تو خود غرضی میں کمی ہوگی)

خود غرضی میں کمی ہوگی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ زندگی کے جھگڑے گھٹیں گے۔ اور روزمرہ کی زندگی اور کاروباری معاملات میں زیادہ اطمینان قلب نصیب ہوگا۔ میں عہد حاضر کے سود خوار اداروں کی شقاوت اور خارج از انسانیت کارروائیوں کی بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں۔

اسلام کے متعلق بہت سے لوگ عجیب عجیب نظریئے رکھتے ہیں اور بہت کم ایسے ہیں جو اسلام کی اصلی اور بے آمیز شکل کا مطالعہ کرتے ہیں جو اس کے ضعیف دماغ والے اور محقق زبانی پیروؤں کی آمیزش سے پاک ہے۔

کاروباری اخلاق کے بعد ہم "صنفی اخلاق" کے موضوع کو لیتے ہیں آپ میں سے بعض نے سنا ہوگا کہ اسلامی قانون میں ایک اصول "خلوت صحیحہ" کا ہے۔ آپ جانتے ہیں یہ کیا چیز ہے یہ اخلاق کا بلند ترین اصول ہے جو انسانوں کے لئے ان کے اُن ذاتی تعلقات میں جو وہ صنف مقابل سے رکھتے ہیں۔ واجب العمل بتایا گیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں ان لوگوں کے فائدے کے لئے جو اس اصول سے ناواقف ہیں۔ اس کی تعریف بیان کر دوں اس عظیم الشان (شارع) اسلام کے زمانہ میں گو کہ علم برق کا آنا چرچا نہ تھا لیکن وہ انسانی زندگی میں علم برق کی ضرورت اور بطلان سے بخوبی واقف تھے سائنس کی اصطلاح میں بھی انسانوں کا باہمی صنفی تعلق "برقی رو" ہی کا نام تھا۔ جس طرح انسانی زندگی کے تسلسل کے لئے یہ صنفی تعلق ضروری ہے۔ اُسی طرح یہ امر بھی ضروری ہے۔ کہ وہ قوانین و اصول بھی عمل میں لائے جائیں جن کے ذریعہ انسانیت کا بہترین طریق پر تحفظ ہو سکے۔ اور اس کا قیام بلا سوسائیٹی کے تباہ و برباد ہوئے رہ سکے۔ انسان لازمی طور سے ایک پیکر اخلاق ہے آپ نے یہ کہاوت سنی ہوگی کہ "اگر دولت چلی گئی تو کچھ بھی نہ گیا۔ اگر تندرستی چلی گئی تو کچھ چلا گیا اور اگر اخلاق چلا گیا تو سب کچھ چلا گیا" ایک انسان بغیر اعلیٰ اخلاق کے ایک درندہ سے بدتر اور ایک سانپ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے اس لئے حضرت محمد صلعم کی عظیم المرتبت ہستی نے اعلیٰ اخلاق کے تحفظ کا اعلیٰ ترین اصول (خلوت صحیحہ کی صورت میں) بیان فرمادیا۔

اسلامی قانون میں خلوت صحیحہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر ایک مرد اور عورت جو ایک دوسرے کے غیر محرم ہیں کسی جگہ اکٹھے اس حال میں پائے گئے کہ وہ تنہا ہیں اور اُنہیں وہاں کسی تیسرے کا اندیشہ نہیں تو قانون کے ظاہری اعتبار سے گویا وہ مرتکب جُرم ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے گو کہ نیم قانونی الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن مطلب کی خاصی توضیح ہوگئی ہے۔ اب میں اسی برقی رو کی مثال کو پھر بیان کرتا ہوں۔ جو لوگ علم برق کے اصول سے واقف ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ برقی رو مثبت اور منفی دو قسم کی ہوتی ہے۔ یہ دونوں قسمیں باہم ملنے کے لئے ہمہ وقت تیار اور بے تاب رہتی ہیں۔ جب تک ان دونوں کے مابین خاصہ فاصلہ رہتا ہے یا دونوں کو علیحدہ رکھنے والی چیز کوئی موجود ہوتی ہے۔ اس وقت تک یہ دونوں اپنے اپنے خول میں دبی رہتی ہیں۔ لیکن جونہی علیحدہ رکھنے والی چیز ہٹا دی جاتی ہے یا باہمی فاصلہ ایک خاص حد تک کم کر دیا جاتا ہے۔ فوراً دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچتی ہیں اور شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر چاہے ساری دنیا مل کر شعلہ نہ اُٹھنے کی دعا کرے تب بھی اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہر چیز کے لئے فطرت نے قانون اور اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ قانون توڑ دیگے تو اس کا انجام بھی بھگتو گے۔ انسانی اور اخلاقی دنیا بھی اٹل قوانین سے اسی طرح جکڑی ہوئی ہے۔ جس طرح جسمانی دنیا۔ بنا بریں خلوت صحیحہ ہی کا اعلیٰ اصول مرد و عورت کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ ترین اخلاق رکھیں۔ یہی وہ اصول ہے۔ جس کے مطابق یورپ میں لوگ نوجوانوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے نگہبان عورتیں رکھتے ہیں۔ اسلام ان لوگوں کی ہرگز ہمت افزائی نہیں کرتا جو اچھے اصول کو قدیم اور دقیانوسی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے مانا کہ بہت سے مسلمان نہیں اور اسلام کے اعلیٰ معیار کے حامل نہیں۔ لیکن میرا مقصد تو یہ جتانا ہے کہ اسلام میں ایک ایسا معیار موجود ہے کون شخص ہے جو دنیا میں بداخلاقی کے سیلاب کی روز افزوں زیادتی سے جس کا نتیجہ دنیا کے روز افزوں زوال کی صورت میں نکل رہا ہے بے خبر ہے؟ وہ دن دور نہیں ہے۔ جبکہ ہمیں باوجود اس کے کہ ہم دنیا میں اہم اور معزز حیثیت رکھتے ہیں ان لوگوں کی حماقت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا جو اخلاق کے اعلیٰ اصول نہیں برتتے۔

اب میں چند لفظ عام اخلاق کے متعلق کہوں گا۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر قسم کی نشہ آور چیز یا شراب وغیرہ کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی دنیا خصوصاً دنیا جان چکی ہے کہ روزمرہ کی زندگی کی بہتری اسی میں ہے کہ شراب جیسی بری چیز سے احتراز کیا جائے اسلام اپنے ماننے والوں کو کسی حال میں اور کسی رسم کے موقع پر شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ شراب کی خرابیاں بحیثیت قوم اتنی زیادہ مشہور و معروف ہیں کہ ان کی تفصیل

کی حاجت نہیں۔ ہر سال ان کی بدولت کتنے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ کتنے بچے اور ہونہار اشخاص شروع ہی میں اپنے مفید کارنامے بہار حیات سے محروم ہو جاتے ہیں اسلام میں عیش پسندی کو بھی سختی کے ساتھ قابل تحقیر سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک سچے مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنی دیواروں پر پیاکہیں اور تصویریں لگائے۔ زندگی کی سادگی اس کا اعلیٰ ترین مقصد رکھا گیا ہے۔ یہ عیش پسندی ہی ہے جو لوگوں میں تفرقہ ذاتی اور امیروں کو خود غرض اور غریبوں اور مستحقوں سے بے پرواہ بناتی ہے۔ جو کچھ مغرب میں ہو رہا ہے اس پر نظر ڈالنے وہاں یہ ممکن ہے کہ ایک دولت سے لدا پھندا امیر لندن کے مشرقی حصہ میں ایک غریب بھائی رکھتا ہو۔ مغربی حصہ لندن کے تمام تھیٹر، سینما اور ریسٹورنٹ ہر روز بھرے رہتے ہیں دراں حالیکہ لکھوکھہا آدمی ایسے ہیں جن کو کھانا اور مزدوری کپڑا میسر نہیں ہوتا۔ اور یہ صورت حال طبعی اور صحیح سمجھی جاتی ہے افسوس محض ذاتی مفاد کے لئے انسانی ہستیاں کتنی بری طرح انصاف اور راستی کے معیار کو توڑتی اور مروڑتی ہیں۔

علاقہ پونچھ میں ایک سہ روزہ تبلیغی دورہ

اور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی سے ملاقات

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ پونچھ

پونچھ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۱ء۔ جماعت ہائے احمدیہ ضلع پونچھ میں تبلیغی و تنظیمی بیداری پیدا کرنے کی غرض سے خاکسار نے مکرمی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ سے مشورہ کر کے تین یوم کی رخصت لے کر پونچھ ضلع کی بعض جماعتوں کا دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق مکرمی شیخ صاحب تو ۱۹ر اکتوبر کو ہی جماعتوں کی اطلاعیابی کے لئے چارکوٹ تشریف لے گئے۔ اور دوسرے دن نماز جمعہ سے قبل ہی خاکسار بھی چارکوٹ جا پہنچا۔ ویسے فصل سال کے ان اختتامی ایام میں زمیندار طبقہ کو زیادہ مصروفیت ہوتی ہے۔ ان دنوں انہیں فصل اکٹھا کرنے اور "لیتری" یعنی گھاس کٹائی میں رات دن مصروف رہنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں ان لوگوں کا اکٹھا ہونا کچھ مشکل تھا۔ مگر چارکوٹ کے مخلصین، ہماری آمد کا علم پاتے ہی روحانی کام کے لئے ہر طرح تعاون کرنے کو تیار ہو گئے۔ چنانچہ جمعہ کی نماز ہوئی۔ الحمدللہ سب احباب جماعت شریک ہوئے۔ مگر اس وقت غیر از جماعت دیگر مسلمان اپنے کام میں بدستور مشغول رہے۔ ویہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

چارکوٹ میں تبلیغی جلسہ

رات کے وقت اپنے کاروبار سے فارغ ہونے کے بعد تبلیغی جلسہ میں شرکت کے لئے آ گئے۔ جلسہ کی کارروائی بعد نماز عشاء زیر صدارت میاں شیر محمد صاحب پریذیڈنٹ مقامی شروع ہوئی۔ مکرم عبد الحق صاحب خادم نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ ان کے بعد مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ نے تقریباً ۱۵ منٹ تک جماعت کو تنظیمی و تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب سے جملہ جماعتی امور میں اپنی معاونت کی اپیل کی۔ جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔ خاکسار نے پون گھنٹہ تک حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن و حدیث کے احکام کی پوری پوری پیروی کی تلقین کی اور کہا کہ احمدیہ جماعت قال اللہ وقال الرسول کی متابعت میں ہمیشہ سے اپنی اپنی حکومت کی وفادار رہا ہے۔ بارڈر پہ بسنے والے احمدیوں کو خاص طور پر گورنمنٹ کی وفاداری اور مروجہ قانون کی پابندی کا احترام کرنا چاہیئے۔ اسی طرح تنظیمی و تبلیغی امور کے پیش نظر مسجد احمدیہ پونچھ کو مرکزی حیثیت دینے کی ضرورت ہے۔ اس کا آسان ذریعہ یہ ہے کہ آپ لوگ جب بھی اپنے ضلع کے صدر مقام میں آئیں تو مسجد میں ضرور تشریف لائیں۔ اپنی نمازوں اور عاجزانہ دعاؤں سے اسے بارونق بنایا کریں۔ اور ایسا کرنے سے ضلع بھر کی جماعتوں کے باہمی تعلقات زیادہ مستحکم ہونگے۔ اور جماعتی تنظیم کو بھی تقویت ملے گی۔ اس موقعہ پر خاکسار نے احباب جماعت کو تحریک جدید میں حصہ لینے اور وصیتیں کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور بتایا کہ معمولی معمولی باتوں میں باہمی مناقشات اور شکر رنجیاں پیدا کرنے سے احتراز کریں۔ تا جماعت کی وحدت میں رخنہ نہ پڑے۔ اس طرح رات کے گیارہ بجے دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

دوسرے دن ایک احمدی دوست نے شرح صدر سے وصیت فارم پر کیا۔ اور ایک دوست کو بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

"دو اصحاب گلا" کی حقیقت اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی سے ملاقات

دس بجے دن کے قریب ہم لوگ مکرم خادم حسین صاحب کی معیت میں جانب کالابن چل پڑے۔ اور پانچ میل گڈی نکی کے نام سے دشوار گذار سنگلاخ پہاڑ کی پرہیبت چڑھائی دیکھ کر حد سے زیادہ کوفت محسوس کرتے ہوئے Top of The Hill یعنے پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گئے۔ جہاں پر مکرمی شیخ صاحب کی اقتداء میں احمدیت کے لئے پرسوز دعا کی گئی۔ اس مقام کو قدیم سے "دو اصحاب گلا" کہتے ہیں۔ پہاڑی زبان میں گلا اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جو دو علاقوں کو تقسیم کرے۔ لہذا دو اصحاب گلا کے معنے یہ ہوئے کہ وہ جگہ جہاں دو طرفہ صحابی رہتے ہوں۔ اس علاقہ میں قدیم تاریخ سے کسی صحابی کا ہونا ثابت نہیں۔ البتہ حضرت مسیح موعود کے دعوے مہدویت کے ساتھ ہی دو بزرگوں کے آپ پر ایمان لانے اور حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ جن میں ایک قاضی اکبر دین صاحب سکنہ چارکوٹ تحصیل راجوری تھے جو کہ پہاڑ کے اس طرف مسجد چارکوٹ کے ساتھ ہی مدفون ہیں۔ دوسرے چوہدری میاں منگا صاحب جو کہ پہاڑ کے اس طرف موضع سنجوٹ تحصیل مینڈھر میں بقید حیات ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ماشاء اللہ ۱۲۰ سال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "دو اصحاب گلا" کا نام بطور پیشگوئی انہی دو بزرگوں کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں انہی دو بزرگوں کی نسبت مشہور ہے کہ سورج اور چاند گرہن نیز دمدار ستارہ کے اوقات انہوں نے بچشم خود دیکھ کر بربنا بالیقین مہدی علیہ السلام کے ظہور کی جستجو کی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے مہدویت کا علم پاکر فوراً ہر دو بزرگوں نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ مختصر یہ کہ چوہدری میاں منگا صاحب کے واقعات سنتے ہی ہم نے کالابن جانے کا پروگرام ملتوی کیا اور سیدھے تین میل جنگلی راستہ سے اترائی میں جاکر چوہدری صاحب کے نیاز کا یوں نظارہ پایا کہ آنمکرم نہایت ہی نحیف و ضعیف صورت میں بوجہ پیرانہ سالی چارپائی پر لیٹے ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور زیر لب درود شریف کا ورد کر رہے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے چوہدری غلام محمد صاحب نے بآواز بلند آواز دی کہ "ابی! آپ کو ملنے کے لئے مولوی صاحب اور ثانی صاحب آئے ہیں۔ اس آواز کو سنتے ہی میاں صاحب موصوف نے معانقہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور میں نے فوراً معانقہ کیا تو آپ نے نحیف آواز میں اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد و اصحاب محمد و اہل بیت محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود کا دو مرتبہ اعادہ کیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ "حضرت صاحب کا کیا حال ہے" اور پھر درود پڑھنا شروع کیا اور بعد میں اپنی بنائی ہوئی "مہدی والی" کے کچھ شعر پڑھنے لگے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ کی خیر خیریت کا اعادہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ "جب حضور ایدہ اللہ کشمیر گئے تھے۔ تو میں نے اُن کی صدارت میں غالباً ناسنورمیں (یہ لفظ پوری طرح نہ سمجھ سکا) گوجری زبان میں تقریر کی تھی جو حضور نے بہت پسند فرمائی۔ اس کے بعد ایک دفعہ قادیان میں حضور نے ایک بڑی مجلس میں میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اس نے مجھے کشمیر میں خوش کر دیا تھا"۔ اس کے بعد مخف آواز میں ہی پھر احمدیت کی صداقت میں شعر گنگنانے لگے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان کی اپنی بنائی ہوئی "مہدی والی" کے چند دستی نسخے ۱۹۴۷ء تک موجود تھے۔ مگر بعد میں افراتفری کی وجہ سے ضائع ہو گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ شائع نہ ہو سکی۔ اس علاقہ میں احمدیت کی برکت سے یہی خاندان باوقار اور آسودہ حال ہے۔ بلکہ علاقہ کے اکثر غیر احمدی ان کے مقروض ہیں۔ علاقہ کے غیر احمدیوں کو مکرم میاں منگا صاحب ۹۰

(دکالم پہلا پر)

۹۰۔ کے تقویٰ و طہارت کا نہ صرف اعتراف ہی ہے بلکہ ان کا ہر وقت ورد و استغفار میں منہمک رہنے کا بھی اقرار ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ اس عمر میں انتہائی کمزوری کے باوجود پانچ وقت نمازوں کے پابند ہیں۔ جو کہ عموماً چارپائی پر ہی ادا کرتے ہیں۔ ھذا من فضل ربی و باللہ التوفیق۔

محترم چوہدری صاحب کی خواہش پر رات کو ہم نے یہیں قیام کیا۔ اور ایک غیر احمدی مسمی راج محمد صاحب کو مسلسل دو گھنٹہ تک حقیقت احمدیت سے روشناس کیا۔ جس سے وہ صاحب بہت متاثر ہوئے۔ ان کے علاوہ دو ہیں چند غیر احمدیوں کو تبلیغ کی گئی۔ خدا نے چاہا تو یہ لوگ جلد ہی باقاعدہ طور پر جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔

دوسرے دن قریباً دس بجے ہمارا وفد بجانب دوڑی روانہ ہوا۔ خادم حسین صاحب سیکرٹری مال کالابن نے اس سفر میں ہماری پوری رہنمائی کی۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ موضع دوڑی میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی جو کہ اس علاقہ کے غیر احمدیوں کے پیش امام اور خطیب ہیں۔ ان سے احمدیت کے بارہ میں تبادلۂ خیالات ہوا۔ مؤثر رنگ میں پیغام احمدیت پہنچایا۔ اس موقعہ کی میری گفتگو سے مولوی صاحب متاثر ہوئے اور انہوں نے اس بارہ میں استخارہ کرنے کا بھی وعدہ کیا۔

خاکسار کی تین روزہ رخصت ختم ہو گئی تھی۔ اسلئے وقت کی تنگی کے پیش نظر ہمیں جلد پونچھ لوٹ آنا پڑا۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان تین روز میں دین کی کچھ تو خدمت بجا لانے کی توفیق دی۔ خدا تعالیٰ اسکے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ خاکسار خواجہ محمد صدیق نائب صدر جماعت احمدیہ پونچھ

اُردو ادب و صحافت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مجھے بچپن کی ایک یاد ہے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ہر گھر سے قرآن خوانی کی آواز آتی تھی۔ لڑکے لڑکیاں سبھی کلام اللہ پڑھا کرتے تھے۔ بڑے بوڑھوں کی طرف سے اس معمول کی ہمیشہ نگرانی ہوتی رہتی تھی۔ تلاوت قرآن کے وقت دعا۔ عبادت۔ اور پاکیزہ قصص سے اپنی روح کو تازگی کرتی تھی۔

اخبار بینی یہ تو بچپن کا معمول ہوا۔ اب اس ڈھلتی عمر کا معمول بھی سنیئے۔ پو پھٹتے ہی روزانہ بلاناغہ ایک چیز کمرے کے اندر گرتی ہے۔ کیا ہے؟ انگریزی اخبار آگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اور اسی قسم کی ایک آواز آتی ہے یہ کیا ہے؟ اردو اخبار۔ جوں توں نماز ادا کی۔ اب قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہیئے تھی۔ مگر معاً خیال آتا ہے کہ شام کے انقلاب کا کیا انجام ہوا؟ ترکی کے الیکشن کا کیا نتیجہ نکلا؟ مسٹر کرپلانی نے الیکشن امیدواری کی تقریر میں کیا کہا؟

اس وقت دل کہتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت پھر کریں گے پہلے ذرا یہ خبریں پڑھ لینی چاہئیں۔ غرض نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن مجید کی بجائے اب "قرأت اخبارات" سے صبح کا آغاز ہوتا ہے۔ موٹی موٹی خبریں پڑھنے کے بعد جب اُٹھنے لگتے ہیں۔ تو ایک عنوان پر نظر پڑتی ہے "بل جیلے سے باہر" بھلا اس سے زیادہ دلکش عنوان اور کیا ہوگا ذرا اسے بھی پڑھ لو۔ نظر آگے جاتی ہے تو اور ایک عنوان نظر آتا ہے۔ "میں غنی" پھر ایک نام نظر آتا ہے "علامہ بھکڑ" نیچے ایک نظم ہوتی ہے۔ پھر قتل و خون۔ چوری چکاری اور سڑک چھاپ عاشقوں کی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ اشتہارات ہوتے ہیں۔ فلمی پہیلیاں ہوتی ہیں۔ پکچروں کی فہرست ہوتی ہے۔ ایک کے بعد ایک منظر سامنے آتا جاتا ہے۔ اتنے میں تلاوت قرآن مجید کا وقت نکل جاتا ہے۔ اور جب وہاں سے اٹھتے ہیں تو طبیعت میں سکون کی بجائے بے اطمینانی اور دلجمعی کی بجائے پراگندہ خاطر لے کر اُٹھتے ہیں۔

مجھے اخبار کے نفع بخش پہلو سے انکار نہیں۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ اس وقت اخبارات نے قوم کا مذاق بگاڑنے میں بہت سے صحافی بھی نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ بھر صحافیوں میں اردو صحافی "جن کا معیارِ صحافت" دوسری زبانوں کے اہل صحافت سے بھی گرا ہوا ہے۔

دوہری تاریخ کا رواج یوں تو ایک بات جو انگریزی زبان کے علاوہ دوسری زبان کے تمام روزناموں میں مشترک ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اخبار پر دوہری تاریخ لکھتے ہیں۔ اگر اخبار ۸ر تاریخ کا ہوگا۔ تو اس پر ۹ر تاریخ لکھی ہوگی۔ اور خبریں ۶ر یا ۷ر کی ہوں گی۔ دیکھئے ذرا سے میں بات کہاں سے کہاں چل گئی۔ مہینے کے آٹھویں دن ایک اخبار ملتا ہے۔ اس پر تاریخ ۹ر لکھی ہوتی ہے اس وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ اخبار نویس "غیب داں" ہیں جو ۸ تاریخ کو ہمیں ۹ر کی خبریں سنا رہے ہیں۔ لیکن جب خبریں پڑھیں گے تو کہیں ۶ لکھی ہوگی اور کہیں ۷۔ یہ فلسفۂ صحافت آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ایک ہی تاریخ لکھی ہوتی تو ہم یہ سمجھتے کہ اس تاریخ کو پچھلے کی خبریں اکٹھی کر کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ مگر جب ۸ر کو ۹ر بنایا جاتا ہے تو اس وقت یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ باسی مال تازہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ اُلجھن اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے جب بدھ کی بجائے جمعرات لکھا ہوتا ہے۔ اخبار رپیں بدھ کو نکلتا ہے۔ اور بدھ کو ہی تقسیم بھی ہو جاتا ہے۔ مگر اس پر لکھا ہوتا ہے "یوم جمعرات" اگر یہ کہیں کہ یہ تاریخ باہر والوں کے لئے لکھی جاتی ہے تو اخبار والوں کو سوچنا چاہیئے کہ باہر تو بہت سے ایسے خریدار بھی ہوتے ہیں۔ جن کے پاس دو دو تین تین دنوں کے بعد اخبار پہنچتا ہے۔ پھر ان کے لئے الگ تاریخیں کیوں نہیں لکھی جاتیں؟

بہرحال یہ ایک طریقہ ہے جو دیسی اخبار والوں میں جاری ہو گیا ہے۔ اور اب اخبار پڑھتے وقت ہم اس کو دھیان بھی نہیں دیتے۔ لیکن یہ جھوٹ اتنی بار دہرایا گیا ہے کہ اب سچ معلوم ہونے لگا ہے۔

مضامین اخبار اب اخبار کے مضمون اور مواد کا جائزہ لیجئے تو سب سے نمایاں فلمی خبریں ہوں گی۔ کہانی۔ گانے۔ مکالمے اور کردار پر تنقید و تبصرہ ہوگا۔ دوسرے نمبر پر علامہ ہر فن۔ علامہ دریا اور علامہ پھکڑ کی غزل ہوگی۔ غزل کی نوعیت نام سے ظاہر ہے۔ پھر بڑوں کی بڑی باتیں ہونگی۔ ایڈیٹوریل ہوگا۔ اور پھر احوال و معارف کا کالم ہوگا۔ لیکن واضح ہو کہ یہ ترتیب طباعت نہیں ہے بلکہ یہ ترتیب قرأت ہے۔ یعنی اخبار اسی ترتیب سے پڑھا جاتا ہے۔ آپ ایک دن صبح صبح ہوٹل میں آئیں تو میری باتوں کی تصدیق ہو جائے گی۔

اردو صحافت کی تاریخ آجکل دیسی اخباروں میں اردو اخبارات کا نمبر دوسرا ہے۔ اول درجہ پر ہندی اخبارات ہیں۔ ہندوستان میں اردو کا پہلا اخبار ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے نکلا اس کا نام تھا "جام جہاں نما" دوسرا اخبار مولوی محمد باقر صاحب کی ادارت میں نکلتا تھا۔ تیسرا اخبار آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر اپنی نگرانی میں نکالتے تھے۔ اس کا نام تھا "سراج الاخبار" پھر "اودھ پنچ" نکلا۔ جس نے اردو صحافت میں مزاح و طنز کو داخل کیا اس زمانے میں متحدہ ہندوستان سے شائع ہونے والے اخبارات انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ پھر بھی اردو ایک مستقل زبان سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آج صرف تقسیم شدہ ہندوستان سے اردو کے ۲۳۲ اخبارات نکل رہے ہیں۔ مگر اردو کا کوئی وطن نہیں۔ اردو کا کوئی علاقہ نہیں۔ بلکہ بعض کے نزدیک اردو نام کی کوئی زبان ہی نہیں۔ خدا بھلا کرے فلم والوں کا کہ یہ بھی اردو کے خوب موٹے موٹے الفاظ ٹھونستے جا رہے ہیں۔ مگر اردو کا نام زبان پر نہیں لاتے۔ سینسر بورڈ کے سامنے اردو پکچر کو "ہندی پکچر" کہہ کے پیش کرتے ہیں۔ پھر فلم والوں کی دوسری جسارت دیکھیئے کہ فلم دیکھنے والوں میں معتدبہ تعداد اردو دانوں کی ہوتی ہے۔ ایسے اردو داں جو اردو کے سوا نہ بول سکتے ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ اپنے اشتہارات اور بورڈ صرف انگریزی اور ہندی لگاتے ہیں۔ ادھر اردو دانوں کی بے غیرتی کا یہ حال ہے کہ اپنی یہ رسوائی سر بازار دیکھتے ہیں۔ اور پھر بھی سینما کا ٹکٹ لینے کے لئے قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ زمانہ سٹرائک اور ہڑتال کا ہے اور اب تو پولیس کے خلاف بھی ہڑتال کرنے کی ہوا چل پڑی ہے۔ اگر اردو داں بھی سینما والوں کے خلاف ہڑتال کر دیں کہ جب تک پکچر کے اشتہارات اور بورڈ اردو میں بھی نہیں ہوں گے ہم سینما نہیں دیکھیں گے۔ پھر دیکھئے یہ لوگ اردو اشتہار چھپوا کر گھر گھر بھجوا دیں گے مگر اردو داں حضرات نے آج تک یہ جرأت نہیں دکھلائی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ چیلنج دینے کے لئے اخلاقی جرأت کی ضرورت ہے۔ اور سینما بینی کی بنیاد ہی اخلاقی کمزوری پر ہے۔ اب یہ اخلاقی کمزوری ہے کہ کس منہ سے اغیار کا شکوہ کیا جائے تاریخ کا یہ فیصلہ درست ہے۔ کہ قوم دوسرے کے ہاتھوں مارے جانے سے پہلے خودکشی کرتی ہے دوسرے تو اس کی کھال ادھیڑنے آتے ہیں۔

اردو اخبار کی ضرورت موجودہ ہندوستان میں "اردو اخبارات" کی اہمیت ماضی سے زیادہ ہے۔ پانچ کروڑ تو مسلمانوں کی تعداد ہے۔ جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اردو زبان پسند کرتے ہیں۔ ان کے سیاسی معاشی اور مذہبی مسائل ایک سے ہیں۔ مگر اتنی بڑی قوم کی بدقسمتی دیکھیئے کہ ان کا اپنا کوئی انگریزی اخبار نہیں۔ اور کوئی غیر مسلم اخبار بھی ایسا نہیں جو تسلی بخش طور پر اس کے نقطۂ نظر کی وضاحت کر سکے۔ مسائل تو بادل کے ٹکڑوں کی طرح سر پر منڈلا رہے ہیں۔ مگر اسلامیانِ ہند کے مؤقف کی صحیح ترجمانی کون کرے غیر اردو اخبار والے ہمارا چہرہ بدنما کر کے ہمارے ہی سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم کو اپنے آپ سے نفرت ہو جائے۔ اس لئے ہماری اصل ضرورت تو ایک طاقتور انگریزی اخبار سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک یہ سامان میسر نہیں آتا۔ ہم کو اپنی تہذیب و ثقافت کی حفاظت اردو اخبار سے ہی کرنی پڑے گی۔ اور چونکہ دن بدن ایسے خلاف توقع حالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ جن سے اردو والوں کی تہذیب زیادہ سے زیادہ مجروح ہوتی جا رہی ہے۔ لہذا اس وقت ان کو

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی

جماعت احمدیہ کی اردو خدمات معلوم نہیں یہ سطور لکھتے وقت کس ترنگ میں تھا کہ میری یہ باتیں ناصحانہ رنگ اختیار کر گئیں۔ حالانکہ جو قوم میری مخاطب ہے وہ تو اب حرف نصیحت سننے کے لئے پیغمبروں کا طعنہ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ انہوں نے اپنی اسی نصیحت بیزاری کو چھپانے کے لئے "ختم نبوت" کی عجیب عجیب تعریفیں کی ہیں۔ مسند اقتدار پر بیٹھنے والے غریبوں اور کمزوروں کی زبان سے نصیحت سننے میں اپنی اہانت و ذلت محسوس کرتے ہیں۔ دراصل قوم کی اس کہنہ عادت نے ان کو ختم نبوت کی ایسی ایسی تاویلیں کرنے پر مجبور کیا ہے۔ بھلا جس قوم کے پندار کا یہ حال ہو۔ وہ میری نصیحت سے کیا متاثر ہوگی۔ ان کی تنگ ظرفی یا تنگ مزاجی کا یہ حال ہے کہ جب اخبار، رسائل اور نادر تصانیف کی فہرست مرتب کرتی ہے تو اس میں ایسے اخباروں کے نام بھی درج کر دیتی ہے۔ جس کی اشاعت کسی رئیس یا امیر کے محل کی چار دیواری کے اندر ہی محدود ہوتی ہے۔ اور جن میں زیادہ تر خبریں صرف خانہ زادوں اور وظیفہ خواروں کی ہوتی ہیں۔ لیکن اردو کے وہ زلزلہ افگن محشر خیز اور انقلاب آفریں اخبارات جنہوں نے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے خیالات کو زیر و زبر کر ڈالا۔ ان کا ذکر تک نہ ہوگا۔ یہ تو یہ تنگ نظری مگر اس کا دامن اتنا

وسیع ہے کہ تک بھگ ایک صدی سے واقعات و حقائق کو اپنے نیچے ڈھانپتی چلی آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک جماعت احمدیہ کی طرف سے اخبارات۔ رسائل اور کتب کا جیسا نادر ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے۔ اس کا اردو ادب و صحافت کی تاریخ میں ذکر نہیں آتا۔ حالانکہ اردو کے ادبی و صحافتی ڈھانچے میں اس ذخیرے کی حیثیت وہی ہے جو جسم میں روح کی ہوتی ہے اور اردو کی تاریخ ان کتب کے بغیر بے جان کا ایک جسم ہے۔

شاید اردو دان حضرات یہ خیال کریں کہ ان کا یہ گناہ قابل عفو ہے۔ یا زمانے کو ان کی اس بے چارگی کا علم نہیں۔ یہ لوگ قدرت کے قانون انتقام سے بے خبر ہیں آج جب کوئی تعلیم یافتہ اور سنجیدہ آدمی یہ اخبار ہاتھ میں لیتا ہے تو اس کے منہ سے یہی الفاظ نکلتے ہیں کہ کب کھو کھلا اخبار ہے۔ اور حکمران طبقے کا تو یہ حال ہے کہ وہ اردو اخبار کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے جب ضرورت پیش آتی ہے تو ان کے سامنے اردو کالم کا انگریزی ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اردو کا ہندوستانی سیاست پر اثر

اگر ہم وطنوں کی اس لاپرواہی کا قومی تاریخ اور حکومت کی پالیسی کی روشنی میں تجزیہ کیجئے تو اردو کے ساتھ ہموطنوں کا یہ سلوک بالکل خلاف عقل معلوم ہوتا ہے اردو کا رسم الخط ایسا ہے جو سارے مشرق وسطی۔ مصر۔ ایران اور الجیریا وغیرہ میں مروج ہے۔ اور پڑوسی ملک پاکستان کی سرکاری زبان بھی ہے۔ ایسی زبان کی طرف سے کوئی عقلمند یا کوئی حکومت سرد مہری کا اظہار نہیں کر سکتی۔ یہ تو اسلامی ممالک سے تعلقات قائم کرنے کا نہایت سادہ طریقہ ہے۔ کیا ہندوستان کے چالیس کروڑ غیر مسلم عوام کو بے وقوف کہا جا سکتا ہے یا ارباب حکومت کو ملکی مفاد کا دشمن ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک سی بات بھی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ہندوستان کے اردو داں طبقے نے عموماً جماعت احمدیہ کی اردو خدمات کو نظر انداز کر دیا۔ خدا نے اس کا انتقام اس طرح لیا ہے کہ اردو زبان بھی نظروں سے گر گئی۔ ہندوستان میں اردو بیزاری کی جو ایک لہر تعلیمی جاری ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔

اردو شعراء کی کس مپرسی

یہ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ تمام ارباب حل و عقد کو اردو کی اہمیت کا اعتراف ہے۔ اگر موقعہ آئے تو ریاستوں اور مرکز کے سارے وزراء آواز سے آواز ملا کر اردو کے حق میں قصیدہ خوانی کریں گے مگر اس زبان کو پھلنے پھولنے کے لئے کوئی علاقہ نہیں دیا جاتا۔ اس زبان کے بڑے سے بڑے شاعر و ادیب کی برسی منانے کا وقت آتا ہے تو یہ برسی منائی بھی جاتی ہے مگر یتیموں اور کس مپرسوں کی طرح۔ کیا کبھی شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کی برسی۔ رابندر ناتھ ٹیگور کی برسی کی طرح منائی گئی۔ اپنی یہ بے حوصلی دیکھ کر بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اقبال تو شاعر مستقبل ہے حال اس کی قدر کیا جانے۔ مگر یہ سب کھوکھلی باتیں ہیں یا اپنی ناقدری کے اعتراف کا ایک دانش مندانہ طریقہ۔ خیر اقبال تو شاعر مستقبل ٹھیرا۔ حالی اور اکبر تو ماضی و حال کے شعراء کہلاتے ہیں۔ ان کی برسی تو ذرا دھوم دھام سے منائی چاہیئے۔ مگر کتنے ایسے ہیں جنہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان دونوں اردو شاعروں کی برسی بھی منائی جاتی ہے۔ شاعروں کا کلام پڑھ کر ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ واعظ و ناصح ہی قوم کے غیر ضروری عناصر ہوتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ کی کسمالم میں دم توڑ دیتے تھے۔ مگر آج تو ہر اردو شاعر و ادیب کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ قوم کا غیر ضروری عنصر ہے۔ افلاطون پر ابھی تک شعراء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی مجوزہ ریاست میں شاعروں کے طبقے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یعنی افلاطون کے نزدیک شاعر قوم کا غیر ضروری عنصر تھا۔ سچ پوچھئے تو ان کی یہ کتھنی ہم اردو شعراء کے دور میں بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ عربی اور فارسی شعراء کو تو بہت سے قدرداں ملے۔ یہ شعراء بار بار درہم و دینار سے تولے گئے۔ مگر اردو کا یہ حال ہے کہ اس کے نامور شعراء بھی محض زمانہ کے رحم و کرم پر دن گزار دیتے ہیں۔ خود ڈاکٹر اقبال کے تذکرے میں آتا ہے کہ آخری زندگی میں ان کا ذریعہ معاش محض نواب بھوپال کا ماہانہ عطیہ رہ گیا تھا۔ اپنی یہی ناقدری دیکھ کر اب اردو شعراء فلمی کمپنیوں اور ریڈیو اسٹیشنوں کا رخ کر رہے ہیں۔

اب یہ بات قابل غور ہے کہ ایک ایسی زبان جس کی عنصر پرستی میں سراسر برادران وطن کا بھلا ہے۔ جس کے ذریعہ داخلی و خارجی معاملات استوار ہو سکتے ہیں۔ ہندو مسلم اور جگر یگانگت کا نفرنس کامیاب ہو سکتی ہے۔ آخر اپنے ہی وطن میں کیوں اتنی پامال ہو رہی ہے۔ یہ کہہ دینا آسان نہیں کہ برادران وطن ظالم و بے وقوف ہیں۔ چالیس کروڑ کی آبادی پر یہ فتوے نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی وجہ صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ ”اردو دانوں“ نے اُس ”اردو ادب“ سے انکار کیا جو اس زمانے کے مامور نے ان کے سامنے پیش کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم وطنوں نے ”اردو دانوں“ کی اُس زبان سے انکار کر دیا جو انہوں نے ہم وطنوں کے سامنے پیش کیا۔

آج لے دے کے پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں اردو کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ مگر اس قومی و وطنی عصبیت کے دور میں نہیں کہا جا سکتا کہ مستقبل میں یہ سرپرستی کیا رخ اختیار کرے گی۔

اردو کی ترقی کا جماعت احمدیہ سے تعلق

لیکن ان تمام ناموافق حالات کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ ”اردو زبان“ پھلنے پھولنے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ ہندوستان میں یہ پودا بزرگوں اور صوفیاء کے ہاتھوں لگایا گیا۔ اور یہ صوفیوں اور بزرگوں ہی کے ہاتھوں پروان چڑھے گا۔ یہ دور جس میں اردو کو ہی دینی اقدار کے تمسخر کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ ایک عبوری دور ہے جو گذر جائے گا۔ وہ جماعت جو آج بھی نہایت استقلال اور مذہبی عقیدت کے ساتھ اردو کی خدمت کر رہی ہے۔ زندہ رہے گی اور اردو کو ایک عالمگیر زبان بنا کر دکھا دے گی وہ لوگ جو سپیدۂ سحر دیکھ کر طلوع آفتاب کی پیشگوئی کیا کرتے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے مرکز ”ربوہ“ میں غیر ملکی طالب علموں کو دیکھ کر اس یوم سعید کی پیشگوئی کر سکتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ جماعت احمدیہ کا نظام تبلیغ بھی دیکھا جائے۔ تو پھر وہ ”یوم موعود“ قریب تر نظر آنے لگتا ہے۔ ہمارے امام عالی مقام فرماتے ہیں کہ:۔

”چونکہ اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد ”اردو“ میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہوگی! اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر نہیں ٹھیر سکیگی“ (تفسیر کبیر سورۃ ابراہیم صفحہ ۴۶۱)

تبصرہ
تشحیذ الاذہان

احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے دار الہجرۃ ربوہ سے یہ مفید رسالہ عرصہ پانچ سال سے جاری ہے۔ اس وقت مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کی ادارت میں بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ ہر پرچہ احمدی بچوں کی دلچسپی کے مفید مضامین کہانیوں، دلچسپ پہیلیوں اور عمدہ نظموں سے پُر ہوتا ہے۔ اس رسالہ کا تازہ پرچہ ماہ اکتوبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ سرورق بڑا دیدہ زیب جس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی زمانہ طالب علمی کی جاذب نظر تصویر ہے۔ اور آخری صفحہ پر حضور ہی کا فوٹو ہے جو خدام الاحمدیہ کے ایک گذشتہ سالانہ اجتماع میں رونق افروز ہونے کے موقعہ پر لیا گیا ربوہ کے روز رخیب کے عنوان سے عرصہ زیر اشاعت کی چیدہ چیدہ دلچسپ اور مفید خبروں اور مرکزی احوال کوائف بیان کئے گئے ہیں۔ اراکین مجلس اطفال الاحمدیہ کے لئے ہر ماہ مقررہ عنوان پر انعامی تحریری مقابلہ ہوتا ہے۔ جس میں اول، دوم، سوم آنے والوں کے مضامین بھی رسالہ میں درج ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک مفید طریق ہے جس سے بچوں کو مضمون نگاری اور احمدیہ مسائل سے رغبت اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ زیر نظر پرچہ میں ”خلافت کی برکات“ پر تین مختصر مگر عمدہ مضامین درج ہیں۔ ”مجلس اطفال الاحمدیہ کیوں قائم ہوئی“ کے عنوان سے سوال و جواب کے رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے ”حبیب تعقود“ کے عنوان سے ایک سبق آموز کہانی درج ہے۔ جو ان الفاظ میں ختم ہوتی ہے:۔

”جو شخص اپنے ماں باپ کو خوش نہیں رکھتا وہ ہمیشہ ہی نقصان اٹھاتا اور دنیا سے بے نیل و مرام واپس جاتا ہے۔“

علاوہ ازیں نامہ و پیام کے عنوان سے بچوں کے معصوم اور سادہ سوالات کے جواب بھی شامل ہیں۔ الغرض یہ مفید رسالہ ہر احمدی گھر میں پہنچنا ضروری ہے۔ نونہالان جماعت کی دینی تربیت کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چندہ سالانہ صرف پانچ روپیہ۔

(ہندوستانی احباب مکرم مولوی شیخ عطاء الرحمان صاحب دفتر قادیان کو چندہ بھجوائیں)

تحریک جدید کا موجودہ مالی سال ختم ہو رہا ہے

—— تحریک جدید کا موجودہ مالی سال ۳۰ر نومبر کو ختم ہو رہا ہے۔ جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں وعدہ کنندگان کی ادائیگیوں کا جائزہ لیں اور جو دوست ابھی تک وعدے ادا نہیں کر سکے ان کو توجہ دلا کر ممنون فرمائیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ششماہی بجٹ لازمی چندہ جات

(اور)

احباب جماعت و عہدیداران کا فرض

ہر احمدی پر یہ واضح ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی اور خدمت خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے اور یہ سارے کام احباب جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندہ جات کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم اور ضروری امور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ ہوگا۔ نظارت بیت المال قادیان کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران کو اخبار بدر، سائیکلو سٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ مالی سال رواں کی ششماہی اوّل گذر چکی ہے۔ لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد کم ہوئی ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں کہ جنکی وصولی اب تک برائے نام ہے۔ مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا، کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنے مال کو چھوڑ کر اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے .... یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا موقع ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے۔ اور ہر شخص فضول خرچیوں سے اپنے تئیں بچائے اور اس راہ میں اپنا روپیہ لگائے اور ہر حال میں صدق دکھائے تا فضل اور روح القدس کا انعام پائے .... دنیا میں آجتک کونسا سلسلہ ہُوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہو یا دینی سے بغیر مال کے چل سکا ہے۔ دنیا میں ہر کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے۔ پس کس قدر بخیل و ممسک ہے وہ شخص جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کیلئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کرسکتا۔ پس تم میں ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کردو اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو یہ موقع پھر ہاتھ آنے کا نہیں..."

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو مخاطب فرما کر اضافہ چندہ جات کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچکر تمہارے قدموں میں ڈالدی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کیلئے خرچ کرو تا کہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جاسکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں...."

مزید فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونیکے باوجود اخلاص کی کمی کیوجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں مالی اور تربیتی اصلاح کیساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تا کہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فیصدی وصولی لازمی چندہ جات و بقایا جات کے لئے مؤثر کارروائی کر کے ششماہی اول کی وصولی کی کمی کو پورا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ سلسلہ کی ضروریات کے بڑھ جانے کی وجہ سے امسال بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے درویش فنڈ کی مد میں مبلغ سولہ ہزار روپے کی متوقع آمد رکھی گئی ہے۔ لیکن اس مد کے چندہ جات اور وصولی کی پوزیشن توقع سے بہت کم ہوئی ہے احباب اس طرف خاص توجہ فرمائیں۔

ماہ نومبر میں تحریک جدید کے ۲۸ ویں سال کا اعلان متوقع ہے۔ لہذا تحریک جدید کا چندہ جن کے ذمہ قابل ادا ہے وہ بھی جلد از جلد ادا کر کے ایثار و قربانی کا ثبوت دیں۔

جملہ احباب جماعت عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ دیں۔ کیونکہ انکی پوری توجہ نہ ہونے کیوجہ سے جماعتی کاموں کی تکمیل میں تاخیر یا نقصان کا خدشہ ہے۔ امید ہے کہ احباب عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات اپنی ذمہ داریوں کی کما حقہٗ ادائیگی کر کے سابقہ کمی آمد کو جلد پورا کر دینگے اور آئندہ باقاعدگی کی طرف توجہ مرکوز رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبر نامہ

بھیگواڑہ ۳۰ر اکتوبر۔ کل یہاں بھاری پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سکھیہ منتری شری کیروں نے اعلان کیا کہ پنجاب میں ہر قیمت پر اکتساب و امن قائم رکھا جائے گا۔ اور شرارتی عناصر کو سختی سے کچل دیا جائے گا۔ آپ نے کہا کہ پنجاب کے عوام اب آسانی سے فرقہ پرستوں کے جھانسہ میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ صورت حال سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ سکھیہ منتری نے وارننگ دی کہ کسی بھی شخص کو عوام کے دھارمک جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ صرف وہ لوگ ہی سیاسی سٹیجوں سے فرقہ وارانہ پروگرام کی اشاعت کرتے ہیں جو جذباتی اور سیاسی اعتبار سے ناپختہ شعور کے مالک ہیں۔ آپ نے یقین دلایا کہ پنجاب دن بدن مضبوط ہوگا اور ترقی کرے گا۔ فرقہ پرست جماعتیں ہمیشہ دیش کی ترقی کی راہ میں آگے رکاوٹ بن رہی ہیں لہٰذا ان کا خاتمہ ضروری ہے۔

ماسکو ۳۰ر اکتوبر۔ روس کے نئے حکمران اپنے دیش کے آنجہانی ڈکٹیٹر مارشل سٹالن کی مٹی کس طرح خراب کر رہے ہیں۔ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ اُن کا یہ افتخار بھی گوارا نہیں کیا گیا کہ ان کا مقبرہ روس کے معمار اول سورگیہ لینن کے پہلو میں بنا رہے۔ چنانچہ روسی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں سالانہ کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ مارشل سٹالن کا تابوت ریڈ سکوائر میں لینن مقبرہ سے نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ آج روسی کمیونسٹ پارٹی کی کانگرس میں لینن گراڈ کمیونسٹ پارٹی کی کمیٹی کے سیکرٹری نے اس بارے میں ایک قرارداد پیش کی ہے۔ جسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔ روسی کمیونسٹ پارٹی کی کانگرس میں وزیر اعظم مسٹر کرشچیف اور دیگر مقررین کی طرف سے مارشل سٹالن کے اقدامات پر کڑی نکتہ چینی ہوتی رہی ہے۔ مسٹر کرشچیف نے تو اپنی تقریر میں یہاں تک کہہ دیا کہ سٹالن کے عہد میں بے گناہوں کا قتل عام کیا گیا۔ انہوں نے یہ بھی تجویز کیا کہ تشدد کا شکار ہونے والے لوگوں کی یادگار قائم کی جائے۔

لندن ۳۰ر اکتوبر۔ روس نے آج نووا زمبلہ شمال میں پانچ کروڑ ٹن بارود کی طاقت سے بھی زیادہ طاقت کے بم کا دھماکہ کر دیا۔ یہ دھماکہ آج سویڈن کی رصدگاہ میں بھارتی ٹائم کے مطابق دو بجے بعد دوپہر ریکارڈ کیا گیا۔ برطانیہ کی رصدگاہ میں بھی دھماکہ ریکارڈ کیا گیا۔ سویڈن کی رصدگاہ نے بتایا ہے کہ ایٹمی دھماکہ پانچ کروڑ ٹن بارود کی طاقت سے بھی زیادہ تھا۔ لندن میں کیو رصدگاہ کے ترجمان نے بتایا کہ روس میں پانچ کروڑ ٹن بارود کی طاقت کے بم کا دھماکہ کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ وزیر اعظم روس مسٹر کرشچیف نے اعلان کیا تھا کہ روس اکتوبر کے آخر میں ۳۰ یا ۳۱ اکتوبر کو پانچ کروڑ ٹن بارود کی طاقت کے بم کا دھماکہ کرے گا۔ اس کی وجہ سے ہی مختلف ممالک نے گذشتہ سوموار کو روس میں کئے گئے تین کروڑ ٹن بارود کی طاقت کے بم دھماکہ کو پانچ کروڑ ٹن طاقت کا بم دھماکہ سمجھ لیا تھا۔

نئی دہلی ۳۰ر اکتوبر۔ کل یو۔پی میں آگرہ کے نزدیک مین پوری اور بھوگاؤں کے درمیان جو ریلوے حادثہ ہوا تھا۔ اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز ۳۱ر اکتوبر اور یکم نومبر کو شکوہ آباد میں شہادتیں لیں گے۔ اب اس امر کا انکشاف ہوا ہے کہ اس حادثہ کے متعلق دہلی میں سب سے پہلے اطلاع بھارتی ہوائی فوج کے ایک ہوائی جہاز نے اپنے ریڈیو پیغام میں دی۔ وہ ہوائی جہاز حادثہ کے کوئی ایک گھنٹہ بعد جائے حادثہ کے اوپر سے گذرا تھا۔

کلکتہ ۳۰ر اکتوبر۔ گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز نے گھاٹ شلا کے قریب میل گاڑی کے حادثہ کی ابتدائی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ یہ حادثہ تخریبی کارروائی کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ حادثہ اس وجہ سے پیش آیا۔ کیونکہ ریلوے لائن میں توڑ پھوڑ کی گئی تھی۔ اس حادثہ میں ۱۵ اشخاص ہلاک ہو گئے تھے۔

پٹنہ ۲۰ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کا جو ۶۷ واں سالانہ اجلاس یہاں منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے موقعہ پر پردھان منتری پنڈت نہرو اس کے پیامبروں کے طور پر ۶۷ کبوتر چھوڑیں گے۔ اگرچہ یہ سیشن حالیہ سیلاب اور طغیانی سے ہونے والی غیر معمولی تباہی کے پیش نظر اور صدر کانگرس شری سنجیوا ریڈی کی خواہش پر نہایت سادہ ہوگا۔ لیکن وہ بہار کی روایت سے پُر ہوگا۔ استقبالیہ کمیٹی نے اس وقت تک جو فیصلے کئے ہیں ان کے مطابق سیشن کے سٹیج پر مہاتما گاندھی کی قد آدم تصاویر ہوں گی۔ سیشن کے پنڈال کے ۶۷ دروازے ہوں گے۔ ہر دروازہ کو اس طرح سجایا جائے گا کہ وہ بہار کی تاریخ کو زندہ کرتا ہو۔ شہیدی میموریل کو خاص طور پر سجایا جائے گا۔

سمال سیونگ سکیم میں احمدیہ جماعت کی امداد

مہارانی صاحبہ پٹیالہ کی آمد اور ان کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

بٹالہ مورخہ ۲۰ر اکتوبر۔ آج سمال سیونگ سکیم کے ماتحت روپیہ جمع کرانے کے سلسلہ میں بٹالہ میں علاقہ کے افسران اور معززین کا اجتماع کلب ہاؤس میں تھا جس میں جناب مہارانی صاحبہ پٹیالہ بھی شریک ہوئیں۔ جناب سردار دلیپ سنگھ صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم۔ بٹالہ نے تقریر کرتے ہوئے اس سکیم کے ماتحت عام پبلک اور کارخانہ داروں اور بڑے بڑے زمینداروں اور افسران کی خدمات اور کوششوں کو سراہا۔ اور اس بات کا اعلان کیا کہ شری پانڈے صاحب ڈی سی گورداسپور کی کوشش سے ہمارا ضلع پنجاب کے تمام اضلاع میں اول آیا ہے۔ اس موقعہ پر موصولہ چیک اور سیونگ سرٹیفیکیٹ جو جمع کئے گئے تھے مہارانی صاحبہ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ مہارانی صاحبہ نے سمال سیونگ سکیم کے متعلق ایک پُر مغز اور پُر از معلومات تقریر کی۔ آپ کے علاوہ ڈی سی صاحب اور سردار ...... صاحب انچارج سکیم نے تقریریں کیں۔ احمدیہ جماعت قادیان کی طرف سے اس موقعہ پر چار ہزار روپیہ اس سکیم میں جمع کرایا گیا اس سے پہلے ساڑھے بارہ ہزار روپیہ اسی سال اس میں جمع کرایا جا چکا ہے۔ جماعت کی طرف سے اس تقریب میں جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ممبر صدر انجمن احمدیہ شامل ہوئے۔

مہارانی صاحبہ کے اعزاز میں لنچ کے موقعہ پر جو بی۔ ڈی۔ او۔ میں دیا گیا۔ محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل نے مہارانی صاحبہ کی خدمت میں مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا۔

(۱) احمدیت یعنی حقیقی اسلام (انگریزی)
(۲) جپُو نزیں کیجل (گورمکھی)
(۳) احمدیہ موومنٹ ان انڈیا (انگریزی)
(۴) آسمانی پیغام (اردو) (۵) سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ (اردو)

مہارانی صاحبہ نے یہ لٹریچر بخوشی قبول کیا اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے جناب مہاراجہ صاحب کے قادیان آنے کا بھی تذکرہ کیا۔ (نامہ نگار)

وزیر اعظم ہندوستان کے نیشنل ریلیف فنڈ میں جماعت احمدیہ کا حصہ

ماہ اگست ۱۹۶۱ء میں جناب وزیر اعظم صاحب ہندوستان شری جواہر لال نہرو کی طرف سے بھارت واسیوں کے نام اپیل کی گئی تھی کہ سارے بھارت واسی وزیر اعظم کے نیشنل ریلیف فنڈ میں فراخ دلی سے چندہ دیں۔ تاکہ اس فنڈ سے مصیبت زدگان کی امداد کی جا سکے۔ اس اپیل پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے مبلغ پانچ صد روپیہ جناب وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں ۱۸ر اگست کو بذریعہ بنک ڈرافٹ بھجوایا گیا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے باوجود مالی تنگی کے اس قومی فنڈ میں دی گئی۔ اس رقم کی رسیدگی کی اطلاع دفتر وزیر اعظم صاحب کی طرف سے زیر چٹھی نمبر ۲۳۵۵۶ موصول ہو چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)